امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74 | مورخہ ۱۸؍ذی قعدہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۷؍مئی ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر 20

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- سود انسانوں کو ہلاک کرنے والا گناہ
- حجاج کرام کو حج مبارک
- صوبہ بہار کے پہلے پریمیئر: بیرسٹر محمد یونس
- ہندوستانی دستور کتنا بااختیار
- انتخابات میں بیانیہ کی اہمیت اور اس کی سیاست
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

عصری تعلیم گاہوں میں گرمی کی تعطیل کا صحیح مصرف

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

گذشتہ چند سالوں میں تعلیم کے مسئلہ پر مسلمانوں میں بیداری آئی ہے، کنونٹ، پرائیوٹ اور سرکاری اسکولوں میں مسلم بچے بچیوں کا تناسب تیزی سے بڑھا ہے، سہولتیں بھی پیدا ہوئی ہیں، مکتب اور مدارس میں بھی طلبہ پہونچ رہے ہیں، یہ رجوع اس قدر بڑھا ہے کہ بہت سارے مدارس میں طلبہ کا داخلہ جگہ اور وسائل کی قلت کی وجہ سے نہیں ہو پار ہا ہے، یہی حال معیاری اسکولوں اور کنونٹ کا ہے، بڑی بڑی رقمیں دینے اور بہت سارے اوقات صرف کرنے اور سفارشوں کے باوجود، داخلے میں پریشانیوں کا سامنا ہے، امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین دامت برکاتہم فرماتے تھے کہ اب تعلیم کے سلسلے میں معاملہ بے کسی اور بے بسی کا نہیں ہے، اگر کوئی نہیں پڑھ رہا ہے تو یہ بے حسی ہے، گارجین کی اور ان لوگوں کی جن کی سرپرستی بچوں کو حاصل ہے۔

اس خوش کن صورت حال کے باوجود مکاتب اور مدارس کے دائرے سے باہر نکلیے تو ہمارے بچے جن اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ان میں سے بیش تر میں بنیادی دینی تعلیم کا یا تو نظم ہی نہیں ہے یا ہے تو برائے نام ہے، دوسرے موضوعات کی طرح اس پر توجہ نہیں دی جارہی ہے، جس کی وجہ سے ہمارے طلبہ وطالبات بنیادی دینی تعلیم سے دور رہ جاتے ہیں، اور ان کی دینی زندگی متاثر ہوتی ہے اور وہ بیش تر حالات میں دین سے نابلد اور عمل سے دور ہو کر زندگی گذارتے ہیں، اس افسوس ناک صورت حال کا حل یہ ہے کہ ہمارے اسکول اور کنونٹ جو مسلمانوں کے ذریعہ چلائے جارہے ہیں، ان میں بنیادی دینی تعلیم کا مناسب اور معقول انتظام لازما کیا جائے اور دوسرے موضوعات کی طرح اس پر خصوصی توجہ دی جائے، تاکہ وہاں سے نکلنے والے طلبہ دینی تعلیم و تربیت سے پورے طور پر آراستہ ہوں، جو ادارے دوسروں کے قبضے میں ہیں ان میں ایسا دباؤ بنایا جائے کہ وہ مسلم بچوں کے لیے مناسب دینی تعلیم کا نظم کریں۔ ایک طریقہ حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بتایا ہے کہ بچوں کے لیے دینی اقامت گاہیں بنائی جائیں، جس میں اسکول کے بعد کا وقت بچے وہاں گذاریں اور کچھ اوقات ان کے لیے مختص کر دیا جائے کہ ان اوقات میں بچے دینیات پڑھ لیں، اقامت گاہیں اسلامی تربیت کا بھی مرکز ہوں جس میں بچوں کی نشو ونما اسلامی اقدار کے ساتھ کی جائے اسے ایک زمانہ میں ''گیلانی اقامت گاہ'' کا نام دیا گیا تھا، یہ شکل صرفہ والی ہے، لیکن اوپر والی دونوں شکلوں سے زیادہ کارآمد ہے، ان دنوں ایک اور شکل مختلف علوم وفنون کے حصول کے لیے رائج ہے اور مفید ہے وہ یہ کہ گرمی کی تعطیل کا استعمال ''ووکیشنل کورس'' کے لیے کیا جائے اور فرصت کے ایام کو کارآمد بنایا جائے، یہ کورس دینیات کا بھی چلایا جاسکتا ہے، اور چند گھنٹوں میں اور چند ایام میں صحیح تعلیم و تربیت اور نصاب کے ذریعہ مقصد تک پہونچا جاسکتا ہے، امارت شرعیہ اس سلسلہ میں کافی فکرمند ہے، اور وہ چاہتی ہے کہ اسکول کے ذمہ دار اپنے اسکولوں میں ووکیشنل کورس دینیات کا چلائیں، اس کام میں گارجین حضرات کی دلچسپی کی بھی ضرورت ہے کہ وہ فرصت کے ان ایام واوقات اور سمر ووکیشن میں اپنے بچوں کو قریب کے مکاتب ومدارس اور مساجد کے ائمہ کرام کی خدمت میں بھیجنے کو یقینی بنائیں، بچے تو بچے ہوتے ہیں، گارجین حضرات کی دلچسپی نہیں ہوگی تو وہ سارا وقت کھیل کود میں برباد کر دیں گے، اس کورس میں داخل ہونے سے ان کا وقت ضائع ہونے سے بچ جائے گا اور غیر شعوری طور پر انہیں وقت کی قدر و قیمت کا بھی اندازہ ہوگا، جس سے وہ آئندہ زندگی میں فائدہ اٹھاسکیں گے۔ ائمہ حضرات جمعہ کی نماز سے قبل اگر اس موضوع کو اپنی تقریر کا موضوع بنائیں تو یہ منصوبہ تحریک کی شکل اختیار کر سکتا ہے، ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ جو لوگ اس کام کو کر سکتے ہیں وہ اپنی خدمات رضا کارانہ طور پر ملت کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے فارغ کریں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ جو حضرات ان مراکز پر اپنے بچوں کو کسی وجہ سے بھیجنا نہ چاہتے ہوں، وہ ان ایام کے لیے کسی اچھے قرآن پڑھنے والے کو اتالیق کے طور پر مقرر کریں اور ان کا اکرامیہ طے کر دیں، اس سے پڑھانے والے کی دلچسپی برقرار رہے گی اور وہ پوری توجہ اور محنت بچے پر صرف کریں گے اور بچہ کچھ دنوں میں بنیادی دینی تعلیم سے واقف ہو جائے گا، خلوص، للّٰہیت اور جذبہ قربانی اپنی جگہ، یہ تو علماء میں بدرجہ اتم موجود ہے، تبھی تو وہ دینی خدمت ''اجرت'' نہیں ''اجر خداوندی'' کی امید پر انجام دیتے ہیں، اس کے باوجود گارجین حضرات کو ان کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے، اس لیے کہ وہ وقت کی قربانی دیتے ہیں، آپ اس اہم کام کے لیے تھوڑی مالی قربانی تو دیجئے، سارے علوم وفنون کی تدریس کے لیے آپ نامور اور ماہر اساتذہ کی خدمت حاصل کرتے ہیں اور اس کے لیے ان کی منہ مانگی فیس ادا کرتے ہیں اور بنیادی دینی تعلیم کے لیے رقم خرچ کرنا نہیں چاہتے؛ کیوں کہ اس کی آپ کے نزدیک وقعت نہیں ہے، حالاں کہ یہی اصل کام ہے، جو آپ کی دنیا وآخرت دونوں میں فوز وفلاح کا ضامن ہے، اس لیے اپنے بچوں کے لیے اس کی فکر کیجئے اور جو بھی شکل آپ کے نزدیک قابل عمل ہو، اسی کے مطابق بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کیجئے، لیکن کیجئے۔

ایسے کورسیز کے لیے ایک بڑا سوال نصاب کا ہوتا ہے، میری رائے ہے کہ دینیات کا بالکل ہلکا پھلکا نصاب رکھا جائے، بوجھل نصاب طلبہ کی توجہ اپنی طرف مبذول نہیں کرا پائے گا۔ ظاہر ہے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ طلبہ بنیادی دینی تعلیم سے واقفیت بہم پہونچالیں اور ان کی ذہنی اٹھان کو اسلامی رخ مل جائے، انہیں قرآن کریم صحت کے ساتھ پڑھنا آجائے، کلمہ، وضو، غسل، نماز کے طریقہ وغیرہ کی جانکاری ہو، فرائض وواجبات کے سلسلے میں ان کے پاس ضروری معلومات ہوں، اس کام کے لیے نورانی قاعدہ اور تعلیم الاسلام یا اسلامی معلومات میں سے کوئی ایک پڑھا دیا جائے، نورانی قاعدہ یا اس جیسی کتاب پڑھانے کے لیے تربیت یافتہ معلم کا ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر قرآن بچوں کا صحیح نہیں ہو پاتا ہے، امارت شرعیہ ایسے معلمین کا تربیتی کیمپ ہر سال دو بار لگاتی ہے خواہش مند حضرات اس سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، طلبہ میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے زبانی معلومات بھی فراہم کرائی جاسکتی ہے، معلومات کو عملی طور پر برتنے کی مشق سے بات جلد ذہن نشیں ہو جاتی ہے اس کا بھی سہارا لینا چاہئے، مثلا وضو کے فرائض بتائے گیے، سنن ومستحبات بچوں کو یاد کرائے گئے، بچوں نے یاد کر لیا تو اس کی عملی مشق بھی کرائی جائے تاکہ پریکٹیکل ہو جائے، اسی طرح نماز کا طریقہ بتایا جائے تو اس کی مشق بھی کرائی جائے اس پوری مدت کو تربیت کے لیے بھی استعمال کیا جائے تو زیادہ نفع پہونچے گا، تربیت صرف وضو نماز کی نہیں، سلام کر کے داخل ہونے کی بھی، بڑوں کے ادب واحترام کی بھی، گھر میں چھوٹوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے، استنجا کس طرح کرنا چاہیے اور پانی کس طرح پینا چاہیے، جیسی روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی باتیں، جو دیکھنے میں ہلکی لگتی ہیں، لیکن ان کو دیکھ کر ہماری تہذیب، ثقافت، کلچر اور اسلامی طریقۂ کار کا علم ہوتا ہے، یہ استاذ کی ذمہ داری ہے کہ وہ طے کرے کہ جو بچہ اس کے سامنے مختصر وقت اور مختصر ایام کے لئے آیا ہے اس کو کس طرح پڑھائے اور کیا سکھائے کہ دینی تعلیم کے اس کورس کے مقصد تک رسائی حاصل ہو جائے، اگر ہم انتہائی مستعدی فکرمندی اور چابک دستی کے ساتھ ایسا کوئی نظام گرمی کی حالیہ تعطیل میں جاری کر سکے تو یہ ملت کے لیے انتہائی سودمند ہوگا، کیونکہ بچوں کا اس تعلیم سے بے بہرہ رہنا ان کی ملی زندگی کے لیے تشویش کا باعث ہوگا، ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ عصری علوم کی کمزوری سے معاش کے تباہ ہونے کا امکان ہے، لیکن اگر ہمارے بچے دینی تعلیم سے دور رہ گیے تو آخرت کی تباہی یقینی ہے، ممکنہ خطرات کے لیے ساری جد وجہد لگائی جارہی ہے اور یقینی بات کو پس پشت ڈالا جارہا ہے، یہ کوئی اچھی علامت نہیں ہے، آیئے ہم عہد کریں کہ اپنے بچوں کو کچھ اور بنانے سے پہلے دینی تعلیم سے آراستہ کریں گے تاکہ سماج میں جو بھی مقام ان کا بنے وہ مسلمان کی حیثیت سے بنے۔ صرف نام کے مسلمان نہیں، کام کے بھی۔

اچھی باتیں

''کچھ نیا پانے کے لیے وہ مت کھوئیے جو پہلے سے آپ کا ہے ☆ دنیا میں جھوٹے لوگوں کو ہی بڑے ہنر آتے ہیں، سچے لوگ تو الزاموں سے ہی مرجاتے ہیں ☆ غصہ اور آندھی یکساں ہوتے ہیں، پرسکون ہونے کے بعد ہی پتہ چلتا ہے کہ کتنا نقصان ہوا ☆ زندگی میں سب لوگ رشتہ دار اور دوست بن کر ہی نہیں آتے کچھ لوگ سبق بن کر بھی آتے ہیں ☆ جب متبادل مل جائے تو لوگ تبدیل کر لیتے ہیں، راستہ بھی، مزاج بھی، رشتہ بھی، کتاب بھی اور الفاظ بھی ☆ لہجے اور برتاؤ میری سمجھ میں بھی آتے ہیں، بس لوگوں کو شرمندہ کرنا اچھا نہیں لگتا ☆ مجھے ہی کیوں خیال آتا ہے کہ کسی کو برا نہ لگ جائے، کسی کو یہ خیال کیوں نہیں آتا کہ مجھے بھی برا لگ سکتا ہے۔ (حاصل مطالعہ ومشاہدہ)

بلا تبصرہ

''اب تک ہونے والے انتخابات کے تمام مراحل میں بی جے پی ہر جگہ زوال پذیر نظر آرہی ہے، جن لوگوں نے ملک بھر کا دورہ کر کے لوگوں سے بات کی ہے ان کا کہنا ہے کہ بی جے پی کو اکثریت نہیں ملے گی، بلکہ کچھ لوگوں کا تو ماننا ہے کہ بی جے پی اتحاد ہی کو اکثریت نہیں ملنے والی ہے، اس انتخابی مہم میں یا اس سے پہلے مودی جی اور ان کی پارٹی کے لیڈر صرف منفی باتیں کرتے رہے ہیں، ۲۰۰۲ سے یعنی گجرات میں ان کی قیادت میں ہونے والے پہلے انتخابات کے بعد سے آج تک مودی جی یا ان کے ساتھیوں نے عوام کے سامنے کبھی روزی روٹی کی بات نہیں کی، یہ لوگ اس بات پر بھی بحث نہیں کرتے کہ انہوں نے کیا کیا ہے اور کیا کریں گے، صرف ہندوستان، پاکستان، ہندو اور مسلم کے علاوہ عوام کے سامنے مثبت بات نہیں کہی گئی۔

(شوانند تیواری، انقلاب ۱۶؍مئی ۲۰۲۴ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہئے

”جولوگ اپنے مال دن ورات چھپا کر بھی اور اعلانیہ بھی خرچ کرتے ہیں ان کیلئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر محفوظ ہے، نہ ان پر خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے“۔ (سورہ بقرہ:۲۷۴)

مطلب: اللہ کے بندوں پر خرچ کرنا اللہ کو بہت ہی زیادہ پسند ہے، اس لئے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر صدقہ وخیرات کرنے والوں کے لئے جنت کی بشارت سنائی گئی ہے اور انہیں نیکوکاروں میں شمار کیا ہے، سورہ آل عمران میں ہے کہ جولوگ آسانی میں اور سختی کے موقعہ پر اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اللہ ان نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے، گویا جولوگ رات دن راہ خدا میں خفیہ واعلانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں، وہ اللہ کے یہاں اجر عظیم کے مستحق ہوں گے، بشرطیکہ وہ اخلاص وللّٰہیت کے جذبے سے خرچ کرتے ہوں، اس سے ناموری وشہرت طلبی مقصود نہ ہو اور نہ ہی احسان جتانا، نہ ایذا پہونچانا اس کا مطمح نظر ہو کیونکہ جولوگ ریا ودکھلاوے کے لئے صدقہ وخیرات کرتے ہیں اس پر انہیں کوئی ثواب نہیں ملے گا، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین صدقہ وہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے دو تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو“ (صحیح مسلم شریف) ارشاد باری ہے کہ جولوگ خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور اس کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں، نہ طعنہ دیتے ہیں ان کا اجر ان کے خدا کے پاس امانت ہے، نہ ان کو قیامت میں کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، کچھ نرمی کی بات کہہ کر اور چشم پوشی کر کے سائل کو ٹال دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد طعنہ دیا جائے یا احسان جتایا جائے، خدا تمہاری ایسی خیرات سے بے نیاز ہے اور تمہارے ایسے کاموں پر بردباری سے درگذر کرنے والا ہے، کیونکہ جولوگ خوش دلی سے حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی حاجت پوری کرتا ہے اور ساتھ ہی اس کے مال میں برکت عطا کرتا ہے، اس کا دوسرا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا جذبہ ابھرتا ہے، اس لئے اسلام نے زکوۃ کو فرض کر کے انسان کے اس جذبہ کو ابھارا اور کہا کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اس میں سے کچھ خرچ کرو جو ہم نے تم کو دیا ہے، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خریدنا ہے، نہ دوستی ہے، نہ سفارش ہے اور کافر ہی ہیں ظالم، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے آیت کے آخری ٹکڑہ اور کافر ہی ہیں ظالم کے بارے میں لکھا کہ اس ٹکڑے سے قیاس ہوتا ہے کہ جو شخص روز جزا کے فائدے کا خیال نہ کر کے اللہ کی راہ میں اپنی کوئی چیز خرچ نہیں کرتا، وہ کفر کے قریب پہونچ جاتا ہے، یا یہ کہ کافرِ نعمت ہے جو اللہ کی روزی کی نعمت پا کر اس کے شکرانہ میں اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں نہیں دیتا (سیرۃ النبی، ج:۶) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان والوں کو چاہئے کہ جو کچھ بھی اللہ نے انہیں دے رکھا ہے اس میں بخیلی کو راہ نہ دیں، بلکہ اللہ کے بندوں پر خرچ کرتے رہا کریں، تاکہ اللہ تعالیٰ مزید انہیں عطا کرتا رہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے اجر وثواب کا ذخیرہ بن سکے۔

وقت کی رفتار سے بے گانہ نہ ہوئیے

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روز آفتاب نکلتا ہے وہ اعلان کرتا ہے کہ اے بندے! جو نیک کام کرنا ہے کر لے آج کا دن پھر لوٹ کر نہیں آئے گا“ (الحدیث)

وضاحت: انسان کی کامیاب عملی زندگی کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ اس کے تمام کام مقررہ اوقات پر انجام پائیں، وہ وقت کے ہر لمحہ ولحظہ سے فائدہ اٹھائے، کیونکہ وقت گذرنے کے بعد واپس نہیں آتا، جو وقت گذر گیا سو گذر گیا، اگر بچپن گذر گیا تو پھر کبھی وہ واپس نہیں آسکتا، اسی طرح جوانی گذر گئی تو کسی قیمت پر وہ واپس نہیں لوٹتی، چاہے انسان اسکی کتنی ہی خواہش کیوں کر لے۔

وقت کا کام ہے چلتے رہنا یہ رکنے نہ پائے ‏ ‏ جو وقت نکل گیا ہاتھ سے وہ پھر واپس نہ آئے

اس لئے اللہ نے جو عمر اور زندگی عطا کی ہے اس کو قیمت جانیں اور اس کا صحیح استعمال کریں، یہ ڈھلتا ہوا سایہ ہے، جو آخر میں اپنے انجام کو پہونچ جاتا ہے، پھر اس وقت افسوس کرنے یا آرزوں کے خواب سجانے کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہیں لگے گا، جن لوگوں پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے وہ ہوش کے ناخن لیں اور لایعنی مشاغل، فضول باتوں، موبائل اور TV دیکھنے میں اپنا وقت ضائع نہ کریں ورنہ وہ منزل سے کافی دور چلے جائیں گے، کیونکہ دیکھا یہ جارہا ہے کہ انسان دن بدن آرام پسند اور راحت طلب ہوتا جارہا ہے، اس کو پابند اوقات بنانے کے لئے ضروری ہے اس کے بعض کاموں کے اوقات جبراً مقرر کر دیئے جائیں تاکہ اس کا وقت فضول کاموں میں برباد نہ ہو، ان کے اوقات کو بامقصد بنانے کے لئے ایک نظام العمل بنایا جائے یا وہ خود اپنے لئے اوقات مقرر کرلیں، مثلاً دن میں ترتیب وار ہمیں فلاں فلاں کام انجام دینا ہے، محنت ومزدوری اور کاروبار میں اتنے وقت سے اتنے وقت تک مصروف رہنا، اس اثنا میں نماز پنج گانہ کا اہتمام، ذکر وتسبیح اور تلاوت قرآن پاک کرنی ہے اور شب کیلئے الگ نظام الاوقات بنائیں کہ بعد عشاء آرام کرنا ہے اور شب کے آخری حصہ میں بیدار ہونا ہے، تہجد کی نماز پڑھنی ہے، فجر کی نماز باجماعت ادا کرنی ہے، اس طرح جو بھی نظام بنائیں اس پر سختی سے پابندی کریں اور اس سلسلہ میں غیر ضروری مصروفیات ومشاغل اور سیر وتفریح کی مجلسوں میں شرکت سے پرہیز کریں، اس طرح اگر ہم نے وقت کا صحیح مصرف نکالا تو ان شاء اللہ ہم جلد اپنی منزل تک پہونچ جائیں گے، حضرت مولانا اسرار الحق قاسمی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ وقت کے صحیح استعمال کا مطلب ہے کہ انسان صحیح مقصد کے حصول کے لئے اپنا وقت لگائے، نیکی کے کاموں میں وقت کو خرچ کرے، دوسروں کی مدد کرنے میں وقت خرچ کرے، اللہ کی عبادت میں وقت خرچ کرے، ان علوم وفنون کے حصول میں وقت خرچ کرے جن کے ذریعہ اپنی زندگی کو دنیا وآخرت میں کامیاب بنایا جاسکے اور جن کے ذریعہ انسانیت کی خدمت کی جاسکے۔ (انسانی اقدار، ص:۱۲۰)

عہد حاضر میں جبکہ ضیاع وقت کے بے شمار امکانات پیدا ہوگئے ہیں، انسان کو بہت محتاط ہو کر اپنے وقت کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ قیمتی زندگی گذر جائے اور جب دنیا سے جانے کا وقت آئے تو ندامت وشرمندگی ہو، وقت اللہ کی جانب سے انسان کے لئے عظیم ترین نعمت ہے، جس کا بروز قیامت حساب دینا ہوگا، پھر اسے وہاں افسوس ہوگا مگر وہ وقت گذر چکا ہوگا، گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں، یہی ہے سنبھلنے کا وقت اور کچھ کر گذرنے کے لمحات۔

جو وقت کی رفتار سے بے گانہ ہے ‏ ‏ کھائے گا وہ ٹھوکر اسے گر جانا ہے
اب سمجھو نہ سمجھو یہ تمہاری مرضی ‏ ‏ داعی ہوں میرا کام تو سمجھانا ہے

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

صاحب نصاب کے لئے قربانی کا جانور بدلنا:

س: ایک صاحب نصاب شخص نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا، اب وہ اس کو بیچ کر دوسرا جانور خریدنا چاہتا ہے یا بڑے جانور میں حصہ لینا چاہتا ہے شرعاً اس کی اجازت ہے یا نہیں، اگر کسی نے ایسا کرلیا تو فاضل رقم اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

ج: صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے لئے قربانی کی نیت سے خریدا ہوا جانور فروخت کرنا مکروہ ہے، اگر کسی نے فروخت کردیا تو اس پر ضروری ہوگا کہ دوسرا جانور پہلے جانور کی قیمت کے مساوی یا اس سے زیادہ قیمت کا خریدے، اگر کم قیمت کا خریدا ہے یا بڑے جانور میں حصہ لیا ہے تو فاضل رقم کو صدقہ کرنا لازم وضروری ہوگا:

”ویکره أن يبدل بها غيرها اذا كان غنيا“ (الكفاية على هامش فتح القدير: ۴۳۸/۸)

”وان ضحى بالثانية أجزأه وسقطت عنه الاضحية وليس عليه أن يضحى بالاولىٰ لان التضحية بها لم تجب بالشراء بل كانت الاضحية واجبة فى ذمته بمطلق الشاة، فاذا ضحى بالثانية فقد ادى الواجب بها...... وسواء كانت الثانية مثل الاولىٰ فى القيمة أو فوقها او دونها لما قلنا غير أنها ان كانت دونها فى القيمة يجب عليه أن يتصدق بفضل مابين القيمتين“ (بدائع الصنائع: ۱۹۹/۴–۲۰۰، كتاب الاضحية)

غیر صاحب نصاب کے لئے قربانی کا جانور بدلنا:

س: ایک شخص جو مالک نصاب نہیں ہے اس نے قربانی کے ارادہ سے کوئی جانور خریدا اب وہ اس کو بدل کر دوسرا جانور قربانی کرسکتا ہے یا نہیں؟ کیا اس میں ایام قربانی اور غیر ایام قربانی کی کوئی تفصیل ہے؟

ج: غیر صاحب نصاب شخص نے قربانی کے ایام میں قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدا تو وہ جانور قربانی کے لئے متعین ہوجائے گا، اس پر اسی جانور کی قربانی لازم وضروری ہوگی، اس کو نہ تو بیچ سکتا ہے اور نہ ہی بدل سکتا ہے:

”وفى العتابية: المختار أن الفقير لو اشتراها بنية التضحية فى أيام النحر تصير التضحية واجبة فى حقه“ (الفتاوى التاتارخانية: ۴۱۱/۱۷)

”وفقير...... شراها لها لوجوبها عليه بذالك حتى يمتنع عليه بيعها“ (الدر المختار على صدر رد المحتار: ۴۶۵/۹)

اور اگر قربانی کے ایام سے قبل خریدا ہے تو اس کی قربانی اس پر لازم ہے یا نہیں اس سلسلہ میں اختلاف ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کی قربانی اس پر لازم نہیں ہے، وہ اس کو فروخت کرسکتا ہے اور بدل سکتا ہے:

”ووقع فى التاتارخانية التعبير بقوله شراها لها ايام النحر وظاهره أنه لو شراها لها قبلها لاتجب ولم أره صريحا، فليراجع“ (رد المحتار: ۴۶۵/۹)

جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس کی قربانی اس پر لازم ہے کیونکہ شراء فقیر جب بمنزلہ نذر ہے تو وہ عام ہے جب بھی قربانی کے ارادہ سے خریدے قربانی کے لئے متعین ہوجائے گا اور اس کا تبادلہ جائز نہ ہوگا:

”اما الذى يجب على الفقير دون الغنى فالمشترى للاضحية اذا كان المشترى فقيراً بان اشترى فقير شاة ينوى أن يضحى بها“ (بدائع الصنائع: ۱۹۲/۴)

پہلے قول پر عمل کرنے میں توسع ہے جبکہ دوسرا احوط ہے اور عبادت میں احتیاط پر عمل ضروری ہے، لہذا اس اختلاف کے پیش نظر بہتر یہ ہے کہ ایسا شخص اسی جانور کی قربانی کرے بلاوجہ اس کو فروخت یا تبادلہ نہ کرے اور اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس کو بیچنے یا تبادلہ کی گنجائش ہے لیکن فاضل رقم کا بہرحال صدقہ کرنا ضروری ہے۔

قربانی کی نیت سے پالے ہوئے جانور کو بدلنا:

س: ایک آدمی نے قربانی کی نیت سے بکرا پالا تو اس کی قربانی اس پر لازم ہے یا نہیں وہ اس کو بدل سکتا ہے یا نہیں؟

ج: بکرا پالنے کی دوصورتیں ہیں یا تو گھر کا پیدائشی بکرا ہے یا خریدا ہوا ہے، پھر خریدنے کی بھی دوصورتیں ہیں یا تو خریدتے وقت قربانی کی نیت نہیں تھی بعد میں قربانی کی نیت کی یا خریدتے وقت قربانی کی نیت تھی، پہلی صورت جبکہ گھر کا پیدائشی بکرا ہو یا دوسری صورت جبکہ خریدتے وقت قربانی کی نیت نہ ہو بعد میں قربانی کا ارادہ کیا ہو، ان دونوں صورتوں میں اس کی قربانی واجب نہیں ہے اس کو جو چاہے کرسکتا ہے خواہ امیر ہو یا غریب: ”لو كان فى ملك انسان شاة فنوى أن يضحى بها أو اشترى شاة ولم ينو الاضحية وقت الشراء ثم نوى بعد ذالك أن يضحى بها لايجب عليه سواء كان غنيا أو فقيراً لان النية لم تقارن الشراء فلاتعتبر“ (بدائع الصنائع: ۱۹۳/۴)

اور تیسری صورت میں (جبکہ خریدتے وقت قربانی کی نیت تھی) جانور قربانی کے لئے متعین ہوجائے گا اور ضروری ہوگا کہ اس کو بلاضرورت شرعی نہ بدلا جائے، اگر بدل دیا تو فاضل رقم کو صدقہ کرنا لازم ہوگا، خواہ امیر ہو یا غریب:

والصحيح انها تتعين من الموسر ايضا بلاخلاف بين اصحابنا...... ووجهه ان نية التعيين قارنت الفعل وهو الشراء فأوجبت تعيين المشترى للاضحية الا ان تعيينه للاضحية لايمنع جواز التضحية بغيرها“ (بدائع الصنائع: ۲۰۲/۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 20 مورخہ ۱۸ ذی قعدہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۷ مئی ۲۰۲۴ء روز سوموار

سی بی اس ای امتحانات کے نتائج

گذشتہ دنوں سی بی اس ای (مرکزی ثانوی تعلیمی بورڈ) نے گیارہویں اور بارہویں کے نتائج امتحان شائع کیے ہیں، ان نتائج کو دیکھنے اور تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکی پیمانے پر اس بار کے نتائج پہلے کی بہ نسبت اچھے ہیں، دسویں کے امتحان میں 93.60 فی صد امیدوار کو کامیابی ملی ہے، مجموعی طور پر 2238827 امتحان دہندگان میں 2095467 طلبہ کامیاب ہوئے، جبکہ بارہویں میں 87.98 فی صد طلبہ وطالبات کامیاب ہوئے، جب کہ 2023 میں کامیابی کا تناسب 92.12 فیصد تھا، البتہ کامیاب ہونے والے لڑکوں کے مقابلے حسب سابق لڑکیوں نے زیادہ بازی ماری ہے، لڑکیوں نے 94.75 فی صد کامیابی حاصل کی، ان کے مقابل لڑکے 92.71 پرسمٹ گیے، ہمارے درمیان ایک تیسری صنف ٹرانسجنڈر (ہجرہ) ہے جس کی کامیابی کا تناسب لڑکوں سے تھوڑا کم 91.30 رہا۔

بہار میں کامیاب ہونے والے طلبہ بارہویں میں 90 فی صد سے کم رہے، گذشتہ چار سالوں کے اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ بارہویں میں کامیابی کا تناسب 43ء19 فی صد گرا ہے، 2021 میں 98.65 فی صد طلبہ بہار میں کامیاب ہوئے تھے، لیکن اس سال کامیاب ہونے والے طلبہ صرف 79.22 فیصد ہیں، جبکہ 2033 میں 82.51 فی صد طلبہ نے بہار سے اپنی کامیابی کا جھنڈا اگاڑا تھا، امسال بہار سے 63060 طلبہ شریک ہوئے تھے، 49953 طلبہ ہی کامیاب ہوسکے۔

یہی صورت حال دسویں کلاس کے نتائج امتحان کی بھی رہی، بہار سے دسویں میں 154046 طلبہ کو کامیابی ہاتھ لگی جن میں 96097 لڑکے اور 57949 لڑکیاں ہیں،، شریک امتحان کل 165829 تھے۔ گذشتہ چار سالوں میں اس درجہ میں 5.56 فیصد کی گراوٹ درج کی گئی ہے۔ 2021 سے 2024 کے درمیان ہر سال کامیابی کا فی صد گھٹا ہے، تعجب کی بات یہ ہے کہ اس درجہ کا سب سے اچھا رزلٹ 2021 میں آیا تھا، جب دنیا کورونا کے مرض سے نبرد آزما تھی، اس سال 98.45 فی صد طلبہ دسویں میں کامیاب ہوئے تھے۔

حسب سابق سب سے اچھا نتیجہ امتحان جواہر نوودیہ ودیالیہ اور دوسرے مرکز کے ذریعہ بلا واسطہ چلائے جارہے اسکولوں کا رہا ہے، یہاں کے 99.9 فی صد طلبہ نے کامیابی حاصل کی ہے، پرائیوٹ اور آزاد اسکولوں میں یہ تناسب صرف 94.54 فی ہی رہ پایا۔

پورے ہندوستان کا تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ جنوبی ہندوستان کے اسکول کے طلبہ شمالی ہندوستان کے طلبہ کی بہ نسبت زیادہ اچھیر ہے، اُدھر 90 فی صد سے زیادہ نمبرات لانے والے طلبہ کی تعداد 212384 ہے، جبکہ 95 فی صد سے زیادہ نمبرات لانے والوں کی تعداد 47983 ہے، مطلب یہ ہے کہ ڈھائی لاکھ سے زیادہ طلبہ نے اپنی بہترین صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔

بہار کے نتائج امتحان کے اچھے نہ ہونے کی بڑی وجہ یہاں کے اسکولوں میں بنیادی سہولیات کی کمی ہے، اساتذہ کو غیر تدریسی کاموں میں لگا دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اساتذہ کی دلچسپی تعلیم وتدریس سے کم ہوجاتی ہے، بہار کے ریاستی اسکولوں کی حالت تو اور بھی خراب ہے، کے کے پاٹھک کی طرف سے ہر روز نیا فرمان جاری ہوتا ہے، مقامی ڈی ای او، بی ای او اور دوسرے افسران جانچ اور معائنہ کے نام پر اساتذہ کو ہراساں کرنے کا کام کرتے ہیں، گرمی کے دنوں میں پونے چھ میں اساتذہ وطلبہ کی حاضری کسی قدر سمجھ میں آتی ہے، گو اتنی صبح جگا دینے کی وجہ سے بچے کی نیند پوری نہیں ہوتی اور اسکولوں میں بھی ذہنی طور پر وہ سوئے ہی رہتے ہیں، لیکن عین دھوپ کی تپش میں ایک بجے بچوں کو چھوڑنا اور ڈیڑھ بجے اپنی حاضری سیلفی کے ذریعہ محکمہ کو بھیجنا کس قدر پریشان کن ہے، یقیناً اسکولوں میں اساتذہ کی حاضری کا تناسب اچھا ہوا ہے، فرنچ لیو کا تصور ختم ہوگیا ہے، اور ہیڈ ماسٹر کو روز روز کی بحث سے نجات ملی ہے، لیکن کیا اس کا کوئی اثر معیار تعلیم پر پڑا ہے؟ شاید بالکل نہیں، ضرورت تعلیمی معیار پر توجہ مرکوز کرنے اور اساتذہ کو پڑھانے میں دلچسپی پیدا کرنے کی ہے اور یہ دلچسپی تنخواہ کاٹنے اور معطلی کی تلوار لٹکتے رہنے کی شکل میں ممکن نہیں ہے۔

نئی تعلیمی پالیسی اور نئے تدریسی طریقۂ کار جو "چہک" وغیرہ کے نام سے متعارف کرائے گیے ہیں اور جس کے لیے اساتذہ کو چھ روزہ رہائشی تربیت دی جارہی ہے، اس میں جس طرح ناچ کر بچوں کو پڑھانے کی تربیت دی جاتی ہے، اساتذہ خواہ وہ معلم ہوں یا معلمہ کمر ہلا کر، ڈانس کرتے ہوئے بچوں کو سکھانے کا جو عمل ہے وہ تعلیم کی سنجیدگی کو متاثر کرتا ہے، یقیناً کھیل کھیل میں بچوں کو پڑھانے کا عمل بچوں کی دلچسپی کو بڑھاتا ہے، لیکن بچوں کو چھوٹی عمر میں نچانے کا عمل ان کے مستقبل کو سنجیدہ نہیں بنا سکتا، سنٹرل انسٹی چیوٹ آف انڈین لنگویج سے " کھیل کھیل میں بچوں کو کیسے پڑھائیں "کے لیے انیس روزہ ورکشاپ میں سولن ہماچل پردیش میں مجھے بھی بلایا گیا تھا، اس ورک شاپ میں علی گڈھ، جامعہ ملیہ وغیرہ کے بڑے پروفیسر حضرات شریک تھے، ہم لوگوں نے کھیل بنائے، جسے بعد میں "اردو زبان کے جادو" کے نام سے این سی پی یول نے دو جلدوں میں شائع بھی کیا، سبھی اساتذہ نے اس کا خیال رکھا کہ کھیل میں سیکھنے کا عمل اس طرح جاری رہے کہ اساتذہ اور تدریس کی سنجیدگی پر کوئی حرف نہ آئے۔

اس لیے اگر تعلیم کے معیار کو بڑھانا ہے اور تدریس کی سنجیدگی کو بحال رکھنا ہے تو ناچ گا کر پڑھانے کے عمل کو روکنا ہوگا، تبھی ہمارے اسکولوں میں کامیابی کا تناسب بڑھے گا، اور ہمارے بچے اعلیٰ تعلیم کے میدان میں اچھا کر سکیں گے، ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہی طلبہ ہمارا مستقبل ہیں جو ملک وملت کی باگ ڈور سنبھالنے والے ہیں۔

مدرسہ بورڈ کا نیا فرمان

مدارس ملحقہ کے انتظام وانصرام کو چست درست رکھنے کے لیے سرکار نے گذشتہ سال کچھ ضابطے بنائے تھے، اس میں بحالی، مجلس منتظمہ کی تشکیل اور اس کے طریقہ کار کا خلاصہ کیا گیا تھا، مدارس ملحقہ کے لوگوں نے اسے مدارس کے لیے مفید نہیں سمجھا تھا اور ان کا خیال تھا کہ اس سے مدارس ملحقہ میں بے راہ روی کو اور راہ مل جائے گی، اس سلسلے میں مدارس کی یونین، طلبہ تنظیم اور بہت سارے ماہرین کے ساتھ امارت شرعیہ نے ایک خاکہ بنا کر محکمہ تعلیم کو پیش کیا تھا، وجے کمار چودھری جو اس وقت وزیر تعلیم تھے سے کئی ملاقاتیں بھی کی گئی تھیں، بعض ملاقاتوں میں میری شرکت بھی ہوئی تھی، پھر جب وجے کمار چودھری نے اخبارات کے وفاتر کا دورہ کیا تو بعض اردو اخبار کے آفس میں بھی اس بات کو اٹھایا گیا، لیکن سرکار نے اپنے نوٹی فکیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور مدارس کو اسی نوٹیفکیشن کے مطابق کام کو آگے بڑھانے کو کہا گیا، کمیٹی کی تشکیل اور نئی مجلس منتظمہ بنانے کے لیے بہار مدرسہ بورڈ سے مکتوب جاری کردیا گیا، سابق چیرمین کے زمانہ میں مدارس ملحقہ کو ٹرسٹ بنانے کا حکم دے کر مدارس کو جھگڑوں کی آماجگاہ بنا دیا گیا تھا، اور مدارس کی تعلیم کا کباڑہ ہوگیا تھا، اب نئے ضابطہ کے مطابق کمیٹی کی تشکیل کے حوالہ سے ہر مدرسہ میں لڑائی کا ایک نیا دروازہ کھول دیا گیا ہے، ارکان کا انتخاب "پوشک چھیتر" سے کرنا ہے، لیکن "پوشک چھیتر" کے حدود کیا ہیں اس کا ذکر کہیں موجود نہیں ہے، اسی طرح ڈونر جو دس ہزار روپے چندہ دیا وہ بھی ممبر ہوگا، اس چھوٹی رقم کی آج کے دور میں کیا اہمیت ہے، اگر دس بیس لوگ دس ہزار والے ہوں اور سب ممبر بننا چاہیں تو وجہ ترجیح کیا ہوگی، اس سے بھی یہ ضابطہ خالی ہے، اسکی وجہ سے کئی کئی ڈونر تیار ہوجارہے ہیں، اور کمیٹی کی تشکیل نیں ہو پارہی ہے۔

نئے نوٹی فکیشن کے بعد یقینی طور پر پرانا طریقہ کالعدم ہوگیا ہے، اور مجلس منتظمہ کا وجود باقی نہیں رہا، جن مدارس والوں نے بورڈ میں نئی مجلس منتظمہ کی تشکیل کے لیے کاغذات جمع کیے ہیں وہ بھی انتخابی ضابطہ اخلاق اور انتخابی مصروفیات کی وجہ سے اپرول نہیں لے سکتے ہیں۔

اس صورت حال میں گذشتہ دنوں عبدالسلام انصاری کارگذار سکریٹری بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ نے ایڈمنسٹریٹر کے حکم کا حوالہ دے کر 26 مئی 2024 تک مطلوبہ فارم پر مدرسہ کے بلڈنگ کی رنگین تصویر، A4 سائز میں چھپا کر درجہ کے کمرے، لائبریری، لیبارٹری، کامن روم، پرنسپل روم، صدر مدرس کا کمرہ، مدرسہ کی چہار دیواری کی رنگین تصویر کی سافٹ کاپی، مدرسہ بورڈ کو فراہم کرنے کو کہا ہے، اتنا ہی نہیں مدارس ملحقہ کا الحاق نامہ، اساتذہ وملازمین کی منظوری کا مکتوب نمبر، مدرسہ کی انتظامیہ کی تشکیل ومنظوری سے متعلق منظوری نامہ، انتظامیہ کی آخری میٹنگ وکارروائی کی تصدیق شدہ کاپی بھی بورڈ کو فراہم کرانی ہوگی، ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ آپ کے مدرسہ کا وجود نہیں ہے۔

ہم سب کے علم میں یہ بات ہے کہ ڈی ای او کے ذریعہ ہر مدرسہ کی جانچ کروائی جاچکی ہے، اور بار بار اس کام کو کیا گیا ہے، جس کی رپورٹ یقینی طور پر بہار مدرسہ بورڈ کو ہے، پھر جس قدر تفصیل مانگی گئی ہے اس کے لیے جس قدر وقت کم دیا گیا ہے، اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ بی جے پی الائنس والی اس حکومت کی نیت مدارس ملحقہ کے سلسلے میں صاف نہیں ہے اور یہ حکومت اتر پردیش کی یوگی حکومت کی طرح مدارس ملحقہ کے وجود کو ختم کرنا چاہتی ہے، بلاواسطہ ناممکن ہو تو بالواسطہ ہی سہی، مدارس ملحقہ پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں، جب کہ سارے انتخابی اجلاس میں پورے بہار میں وزیر اعلیٰ یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ ہم نے مدارس کے لئے یہ کیا اور ایسا کردیا، جو کچھ محکمۂ تعلیم کررہا ہے، اس سے تو یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ بہت سارے مدارس اس کی زد میں آئیں گے اور کہیں ایسا تو نہیں ہے جیسا بہت قبل مدرسہ بورڈ کے ایک ذمہ دار نے ایک موقع سے کہا تھا کہ ہم لوگوں کو دسترخوان بچھانا بھی آتا ہے، کہیں یہ دسترخوان بچھانے کی قواعد تو نہیں ہے۔

فلسطین کے بارے میں بدلتا موقف

اسرائیل کے ذریعہ غزہ میں نسل کشی اور جنگی جرائم کو سامنے رکھ کر عالمی فوجداری عدالت (ICC) میں آئی آئی سی سی کے پراسی کیوٹر کریم خاں نے بنیامین نیتن یاہو، ہوآو گلانٹ، حماس کے تین عہدیداران یحیٰ سنوار، اسماعیل ہانیہ اور محمد والف کے خلاف گرفتاری وارنٹ جاری کرنے کی درخواست دی ہے، حماس نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا، لیکن اسرائیلی حکومت پر آسمان ٹوٹ پڑا، مختلف قسم کے بیانات آنے لگے اور نیتن یاہو نے اس پورے معاملہ کو ہی خارج کردیا۔

یہ درخواست جنوبی افریقہ کے ذریعہ غزہ میں نسل کشی، بھوک کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے اور جنگی جرائم کے ارتکاب کی بنیاد پر دیا گیا ہے، یہ بات قابل ذکر ہے کہ امریکہ اور اس کی حلیف جماعتوں کے دباؤ کے باوجود عالمی عدالت نے جنوبی افریقہ کی درخواست پر سماعت کی اور اسرائیل وحماس کے سربراہان کے لئے وارنٹ جاری کرنے کی درخواست عدالت میں زیر غور ہے۔

یہ بات صحیح ہے کہ عالمی عدالت کو وارنٹ جاری کرنے کا تو حق ہے؛ لیکن گرفتاری کے معاملہ میں آئی سی سی بے دست و پا ہے، کیوں کہ اس کے پاس تنفیذی قوت نہیں ہے، اسے گرفتاری کے لئے آئی سی سی کے ایک سو چوبیس ارکان ممالک پر انحصار کرنا پڑے گا اور ہوسکتا ہے کہ وہ بھی اپنے کو معذور ومجبور ہی محسوس کریں، کیوں کہ امریکہ، روس، چین، قطر، عراق اور اسرائیل اس کے ارکان میں شامل نہیں ہے، اسی طرح امریکہ اس گرفتاری وارنٹ کے خلاف جاسکتا ہے اور اقوام متحدہ میں ان میں سے کئی ممالک کو ویٹو کا حق حاصل ہے۔

اب تک افریقہ اور روس کے حکمرانوں کے خلاف آئی سی سی نے وارنٹ جاری کر رکھا ہے، اسی وجہ سے ہندوستان میں ستمبر 2023 میں روس کے صدر ولادیمیر پوتن نے جی-20 اجلاس میں شرکت نہیں کی تھی، کیوں کہ یوکرین جنگ کی وجہ سے آئی سی سی نے ان کے خلاف پہلے سے وارنٹ جاری کر رکھا ہے۔

اگر وارنٹ جاری ہوتا ہے تو گرفتاری سے بچنے کے لئے ان ملزمین کو اپنے ملک سے باہر نہیں جانا ہوگا، زیادہ سے زیادہ ان ملکوں کا وہ دورہ کرسکتے ہیں، جو دونوں کے موقف کی تائید میں کھڑے ہیں، ان ملکوں سے باہر ان کی گرفتاری کا خطرہ ہے اور سفر میں بھی گرفتاری عمل میں آسکتی ہے ایرپورٹ اس کے لئے بہترین جگہ ہے، عالمی عدالت کی اس کارروائی کو فلسطین کے بارے میں مختلف ممالک کے بدلتے ہوئے موقف کے نقطۂ نظر سے دیکھا جارہا ہے۔

دوسری طرف تین یورپین ممالک ناروے، آئرلینڈ اور اسپین نے بھی فلسطین کے تئیں اپنا موقف بدلا ہے اور 28 مئی 2024 سے فلسطین کو ایک ملک کے طور پر تسلیم کرنے کا اعلان کردیا ہے، اسرائیل کو یہ بات اس قدر بُری لگی کہ اس نے ان ممالک سے اپنے سفیر بلالیے ہیں، جب کہ حماس، پی ایل او اور کئی دوسروں نے اس قدم کی تعریف کی ہے اور اسے تاریخی قرار دیا ہے۔ ناروے کے وزیر اعظم جوناس گہر اسٹور، آئرلینڈ کے وزیر اعظم سائمن ہیرس اور اسپین کے وزیر اعظم پیدرو سانچیز نے اس عمل کو علاقہ میں پائیدار اور پرامن حل کا واحد ذریعہ قرار دیا ہے، آئرلینڈ کے وزیر اعظم نے دیگر ممالک سے بھی فلسطین کو ایک الگ ملک کے طور پر تسلیم کرنے کی اپیل کی ہے۔

یہ دونوں واقعات بتاتے ہیں کہ عالمی رائے عامہ اسرائیل کے خلاف تیزی سے بدل رہا ہے اور اگر اسرائیل نے عالمی رائے عامہ کا حسب سابق خیال نہیں کیا تو بن یامین نیتن یاہو کو اپنی کرسی چھوڑنی پڑسکتی ہے، جس کے لئے اسرائیل کی عوام پہلے سے ہی تحریک چلا رہی ہے اور اس قدر طویل جنگ کے باوجود اسرائیلی یرغمالوں کی رہائی نہ ہونے سے غصہ میں ہے اور اسے ایک نااہل حکمراں کے طور پر دیکھتی ہے، تباہی، بربادی پینتیس لاکھ فلسطینیوں کا ناجائز بہایا گیا خون، بچوں اور عورتوں کی کربناک چیخیں رائیگاں نہیں جائیں گی، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے بہت سی چیزوں کو تم ناپسند کرتے ہو، حالاں کہ اس میں تمہارے لئے خیر چھپا ہوتا ہے "عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ" اس لئے کہ اللہ جانتا ہے اور تم لوگ نہیں جانتے "وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ"

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ابراہیم رئیسی

19 مئی 2024ء کو ایران کے صدر ابراہیم رئیسی ہیلی کاپٹر حادثے میں جاں بحق ہوئے، ان کا ہیلی کاپٹر آذر بائیجان کے سرحد پر واقع شہر جلفا کے قریب گر کر تباہ ہوا، وہ آذر بائیجان کے سرحدی علاقہ میں ایک ڈیم کے افتتاح کے بعد تبریز لوٹ رہے تھے، ان کے ساتھ آٹھ اور ذمہ داروں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا، ان میں وزیر خارجہ حسین امیر عبداللہیان، مشرقی آذر بائیجان کے گورنر مالک رحمتی، آیت اللہ خامنہ ای کے ترجمان آیت اللہ آل ہاشم، صدارتی حفاظتی ٹیم کے سربراہ اور دو پائلٹ بھی شامل ہیں، ان کی نماز جنازہ ایران کے مذہبی رہنما، رہبر معظم انقلاب آیت اللہ خامنہ ای نے بدھ کے روز پڑھائی، اور آبائی وطن مشہد میں تدفین عمل میں آئی۔ ان کی جگہ نائب صدر محمد مخبر ذرفولی کو عبوری صدر اور علی باری کو قائم مقام وزیر خارجہ بنایا گیا ہے، ایران کے دستور کے مطابق نئے صدر کا انتخاب پچاس دنوں کے اندر ہونا ہے اور اس کی تاریخ 28/جون 2024ء طے ہوگئی ہے، وہ محمد علی رجائی کے بعد دوسرے صدر ہیں، جو عہدہ پر رہتے ہوئے جاں بحق ہوئے، محمد علی رجائی 1981ء میں ایک بم دھماکہ میں موت کی نیند سو گیے تھے۔

سید ابراہیم رئیس الساداتی عرف ابراہیم رئیسی 14 دسمبر 1960ء کو مشہد میں پیدا ہوئے، والد کا سایہ صرف پانچ سال کی عمر میں اٹھ گیا، ان کے والد کا نام سید حاجی تھا، انہوں نے پندرہ سال کی عمر میں قم سمنری سے اپنی تعلیم کا باضابطہ آغاز کیا، وہاں سے وہ آیت اللہ بورجوردی اسکول قم گیے، انہوں نے سید حسن بیروجردی، مرتضی مطہری، ابو القاسم خازالی، حسین نوری ہمدانی، علی مشکینی اور مرتضیٰ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، 1988ء میں وہ پراسی کیوشن کمیٹی کے چار ارکان میں سے ایک منتخب ہوئے اور پانچ ہزار سے زائد سیاسی مخالفین کو اجتماعی طور پر پھانسی کی سزا سنائی، جسے روبعمل لایا گیا، مغربی دنیا اسی وجہ سے اس کمیٹی کو "ڈیتھ کمیٹی" کہا کرتی تھی، پھانسی دینے کا یہ سلسلہ 19 جولائی 1988 سے شروع ہوا اور پانچ ماہ تک جاری رہا، اس کے علاوہ سینکڑوں ملزمین لاپتہ کردیے گیے، سزا پانے والوں کی تعداد مختلف ذرائع نے الگ الگ مقرر کی ہے، روح اللہ خمینی کے نائب حسین علی مونٹازری نے 2800 سے 3800 تک بتائی ہے، دیگر ذرائع کے مطابق یہ تعداد تیس ہزار سے متجاوز بتائی جاتی ہے۔ 1989 سے 1994 تک انہوں نے تہران کے جج کے طور پر کام کیا، 1994 میں وہ جنرل انسپکشن کے سربراہ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ 2004 سے 2014 تک وہ مملکت ایران کے ڈپٹی چیف جسٹس بنائے گیے۔ 2016 سے 2019 تک وہ آستین قدس رضوی کے کسٹوڈین اور چیرمین کے طور پر کام کیا۔ اپنے پیش رو عباس واعظ تالبسی کے انتقال کے بعد 7 مارچ 2016ء کو اس منصب پر فائز ہوئے۔ جنوبی خراسان سے اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے 2014 میں وہ ایران کے اٹارنی جنرل مقرر ہوئے، اور 2016 تک اس عہدہ پر کام کیا۔ 7 مارچ 2019ء سے 1/جولائی 2021ء تک وہ منصف اعظم ایران (چیف جسٹس) رہے۔

ابراہیم رئیسی صدارتی امیدوار کے طور پر فروری 2017ء میں سامنے آئے، انہیں پاپولر فرنٹ آف انقلاب فورس (جامنا) نے نامزد کیا تھا، لیکن وہ حسن روحانی سے ہار گئے اس شکست کا ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ انہوں نے حسن روحانی کو صدر منتخب ہونے پر مبارکباد بھی نہیں دی، 2021 میں انہوں نے دوبارہ انتخاب میں حصہ لیا اور کامیاب ہوئے۔

ابراہیم رئیسی کی شادی امام احمد علم الہدیٰ کی بیٹی جمیلہ علم الہدیٰ سے ہوئی تھی علم الہدیٰ مشہد میں امام جمعہ اور شاہد یونیورسیٹی میں ایسوسی ایٹ پروفیسر تھے، پس ماندگان میں دو بیٹی، دو پوتے ہیں۔

ابراہیم رئیسی کا شمار سخت گیر حکمراں کے طور پر ہوتا تھا، ان کی رائے تھی کہ اسرائیل کے علاوہ سارے مسلم ممالک سے روابط استوار کیے جاسکتے ہیں، چنانچہ انہوں نے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، سعودی عرب، متحدہ عرب ممالک سے اپنے تعلقات استوار کیے، حالاں کہ سعودی عرب سے تعلقات کا استوار کرنا آسان نہیں تھا، کیوں کہ رئیسی کی حمایت یافتہ حزب اللہ نے سعودی عرب کی کئی مساجد کو نشانہ بنایا تھا، اس کے باوجود رئیسی کی خارجہ پالیسی کامیاب ہوئی اور یہ سب ممالک قریب ہوتے چلے گیے۔

7/اکتوبر 2023ء کو جب حماس نے اسرائیل پر حملہ کیا تو جن ملکوں نے الفاظ کی حد تک ہی سہی فلسطینیوں کے ساتھ آئے ان میں ترکیہ اور ایران نمایاں تھے، اور جب اسرائیل نے ایران کے سفارت خانے پر حملہ کیا تو ایرانی افواج نے صدر رئیسی کے حکم پر اسرائیل میں گھس کر حملہ کیا، جس کے بعد اسرائیل نے ایران کے اصفہان پر حملہ کر کے پاری برابر کی اور اس کے بعد سے سرد جنگ نے اس کی جگہ لے لی ہے۔

ابراہیم رئیسی نے داخلی طور پر ملکی معیشت کو مضبوط کرنے، اسلامی ثقافت و کلچر کے فروغ پر کام کیا، امریکہ اور یورپ کی پابندیوں کے باوجود وہ یورینیم کی افزائش میں لگا رہا اور باخبر ذرائع کے مطابق ایٹمی طاقت بن گیا، ان کی پالیسیوں کی وجہ سے ملکی معیشت مضبوط ہوئی، دوسری طرف انہوں نے حجاب کو لازم قرار دیا، جس کی وجہ سے آزاد پسند عورتوں کی جانب سے چلائی جانے والی تحریک کا انہیں سامنا کرنا پڑا، اس تحریک میں کئی لوگوں کی جانیں گئیں، لیکن وہ اپنے موقف پر جمے رہے اور مغربی ممالک کے پراکسی وار اور عورتوں کی حمایت کے باوجود وہ اس تحریک کو ناکام کرسکے۔

ابراہیم رئیسی رہبر معظم انقلاب کے سربراہ آیت اللہ خامنہ ای کے جانشیں سمجھے جاتے تھے، لیکن ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد آیت اللہ خامنہ ای کے پچپن سالہ بیٹے کو یہ عہدہ مل سکتا ہے، حالاں کہ ایران کا ایک بڑا طبقہ اس عہدہ میں وراثت کی بنیاد پر ان کی مخالفت کرتا رہا ہے، ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ رضا شاہ پہلوی کی موروثی حکومت کا خاتمہ کر کے دوسرے مذہبی عہدہ میں وراثت نہیں جاری کی جاسکتی، واضح ہو کہ ایران کا صدر بھی رہبر معظم انقلاب کے سربراہ آیت اللہ کے حکم کا پابند ہوتا ہے اور سارے معاملات اسی کے چشم و ابرو سے طے ہوتے ہیں، اس لیے یہ عہدہ وہاں کے دستور کے اعتبار سے انتہائی اہم ہے۔ اور مذہبی نیز سرکاری اور کی باگ ڈور آیت اللہ کے ہاتھ میں ہی ہوا کرتی ہے۔

میری ملاقات ابراہیم رئیسی سے تہران میں ہوئی تھی، ان دنوں وہ ایران کے چیف جسٹس تھے، آیت اللہ خامنہ ای اور صدر حسن روحانی کے بعد اسٹیج پر ان کی کرسی لگی تھی اور اصل پروگرام "وحدت امت کانفرنس"، جس کے لیے مجھے مدعو کیا گیا تھا، شرکت کے بعد مصافحہ کا بھی موقع ملا تھا، میں ایران حکومت کا تین روز مہمان تھا، اس سفر میں قاسم رسول الیاس اور ان کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں، ڈاکٹر کلب صادق بھی تشریف لائے تھے اور انہوں نے بڑی محبت کا معاملہ کیا تھا، ایسے انسان کا دنیا سے چلا جانا انتہائی افسوسناک ہے۔ سدا رہے نام اللہ کا۔

کتابوں کی دنیا

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

چند معاصر شخصیات اور ان کے اجتہادی افکار

زندہ قوم اپنے گذرے ہوئے بزرگوں کو نہ صرف یاد رکھتی ہے بلکہ ان کی علمی و فکری خصوصیات و کمالات سے استفادہ بھی کرتی ہے اور ان کے تعلق سے کتابیں، مقالے اور مضامین بھی لکھتی ہے، چونکہ مسلمان ایک زندہ قوم اور بیدار ملت ہے اس لئے اس نے ماضی میں بہت سی ایسی کتابیں تصنیف کیں جو اصحاب فکر و نظر کے لئے سرمایۂ افتخار ہیں، انہیں کتابوں میں ایک بلند پایہ علمی و تحقیقی کتاب "چند معاصر شخصیات اور ان کے اجتہادی افکار" بھی ہے، جس کو ہمارے فاضل دوست محسن و کرم فرما مولانا ڈاکٹر محمد فہیم اختر ندوی ابن حافظ محمد اختر صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسیٹی حیدر آباد نے مرتب کیا۔ مولانا موصوف ایک سنجیدہ عالم دین، فعال اور وسیع المطالعہ تازہ کار اسلامی اسکالر ہیں، وہ گرچہ بہار کے ضلع سستی پور کے باشندہ ہیں، مگر انہوں نے پہلے دہلی کو وطن ثانی بنایا اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے شعبہ امور علمی سے وابستگی اختیار کر کے اپنے کو مجلی اور حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کی نگرانی و سرپرستی میں اپنی علمی و فکری استعداد کو پختہ کیا، اس عرصہ میں عصری جامعات سے بھی کسب فیض کیا، قسمت نے یاوری کی اور مولانا آزاد یونیورسیٹی حیدر آباد میں ملازمت مل گئی پھر اس کو وطن ثالث بنایا، بلاشبہ انہوں نے بہار، یوپی اور دہلی سے حیدر آباد تک کے سفر میں بڑی محنت و جفاکشی کے ساتھ کامیاب طریقے سے طے کی، اور نئی نسلوں کے لیے ایک مثال قائم کی کہ اگر عزم پختہ اور ارادہ مستحکم ہو تو تمام راہیں آسان ہو جاتی ہیں، اس طرح مولانا ندوی نے اپنی کم و بیش 52/53 سالہ زندگی کو کارآمد بنایا اور علم و تحقیق کے میدان میں شہرت و ناموری حاصل کی، ان کی دلچسپی ایک جانب جہاں علم و تحقیق میں ہے وہیں سیرت و سوانح کا مطالعہ ان کا شوق ہے، اپنی اسی دلچسپی اور شوق کے سبب ملک کی چند مقتدر شخصیات کو انہوں نے اپنی نگارشات کا موضوع بنایا جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے، اس مجموعۂ مضامین میں کچھ نئے اور کچھ پرانے مضامین شامل ہیں، بعض کا تعلق سمیناروں کے مقالے سے ہے۔ البتہ اس کتاب میں جن شخصیات کو موضوع بحث بنایا گیا، اس کا تفصیلی تجزیہ کر کے ان کے نمایاں اوصاف کو قلم بند کیا گیا ہے، جیسے حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد کے سیاسی افکار، عصری معنویت، ان کی مجددانہ فکر و عمل، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے نزدیک وحدت انسانی اور اتحاد اسلامی کا تصور، ڈاکٹر حمید اللہ اور اسلامی قانون، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کا مجتہدانہ کردار، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی اور علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی کی فقہی فکر، کا تجزیاتی مطالعہ اس کے علاوہ بیرون ہند کی چند ممتاز شخصیات کی فکری و تہذیبی افکار و جہات پر بھی خامہ فرسائی کی ان میں شیخ بدیع الزماں سعید نورسی، ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی، ڈاکٹر طٰہٰ جابر العلوانی کے اسماء خصوصیت سے قابل ذکر ہیں اور سب سے آخر میں ہندوستان کے ایک دیدہ ور محقق مولانا سلطان احمد اصلاحی کی اجتہادی فکر پر اظہار خیال کیا ہے، حرف آغاز میں فاضل مصنف نے اس کی وضاحت کردی ہے کہ "ان شخصیات پر لکھی گئی ان تحریروں میں عموماً ان کی شخصیتوں کی حیات اور خدمات کا مکمل احاطہ نہیں کیا گیا، بلکہ ان کے کسی مخصوص پہلو یا بعض کاموں کو پیش نظر رکھا گیا ہے جس کی توضیح ان پر قائم کردہ عنوان سے ہوجاتی ہے، یہ وہ شخصیات ہیں، جن پر خاصہ یا کم و بیش کام ہو بھی چکا ہے، راقم کی تحریریں اپنے فکر و خیال کے زاویہ پر مشتمل ہیں اور اپنی جہت سے ان پر نظر ڈالنے کی میں نے کوشش کی ہے، ضروری نہیں کہ قارئین کو میری رائے اور نقطہ نظر سے ہر جگہ اتفاق ہو۔ (صفحہ ۷)

اس کی مزید وضاحت برادر محترم مولانا وارث مظہری نے کتاب کے مقدمہ میں کیا کہ۔ مصنف نے دور معاصر کی چند منتخب روزگار شخصیات کی فکری اور اجتہادی کاوشوں کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے، چند ایک کے علاوہ اکثر شخصیات کا تعلق بر صغیر ہند سے ہے، ان تمام شخصیات میں قدر مشترک یہ ہے کہ انہوں نے مقامی یا عالمی سطح پر اسلامی فکر کو لاحق متنوع فکری و تہذیبی مسائل میں غور و خوض کو اپنی ترجیحات کی فہرست میں پیش نظر رکھا، ان شخصیات کے افکار و اعمال کا مطالعہ اس انداز میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ تجدید و اجتہاد کے حوالے سے ان کی اہم جہات اور تابندہ عملی نقوش سامنے آسکیں (صفحہ ۱۱)

لہذا اس کتاب کا مطالعہ اس لئے بھی اہم ہے کہ ان میں بعض شخصیتیں ایسی ہیں جن کے علم و عمل کی جدت نے عرصہ سے رائج طرز فکر اور طرز عمل کو گویا یکسر بدل ڈالا، کتاب کی زبان سادہ نہیں، بلکہ خالص علمی و فکری اور تحقیقی ہے بڑے نپے تلے انداز میں اپنی رائے پیش کی ہے، نہ مرعوبیت کا شائبہ ہے اور نہ ہی اظہار حق سے راہ فرار، وہ جو کہنا چاہتے ہیں صاف اور کھرے انداز میں کہہ دیا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد سجاد کے سیاسی افکار اور عصری معنویت کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے آخر میں لکھا کہ "یہاں اس تلخ تجربہ کی یاد دہانی شاید کوئی بہتر احساس جگا سکے کہ جس سیاسی قوت کے حصول کی فکر اور عملی اقدام کی دعوت مولانا محمد سجاد نے دی تھی گو کہ ان کی خلوص بھری زبردست محنتوں اور بے مثال قربانیوں کی وجہ سے صوبائی سطح پر ہی سہی وہ عمل کی شکل لے پائی تھی اور وہ اپنی سیاسی پارٹی کا وزن بھی محسوس کرا سکے تھے، لیکن وہ دعوت اس وقت بھی لیت و لعل کا شکار رہی تھی، اور اس کی قبولیت میں بڑی سست روی برتی جارہی تھی، آج وہ بے یقینی اور بے سمتی مزید بڑھتی جارہی ہے اور ان کے نتائج جگ ظاہر ہیں، کیا یہ صورتحال ایسی ہی برقرار رہے گی؟ بہتر ہوگا کہ فکر سجاد کی روشنی میں موجودہ صورت حال پر سنجیدہ غور و خوض کیا جائے اور مستقبل کا لائحہ عمل طے کیا جائے۔ (صفحہ ۲۹)

مولانا نے حضرت مولانا سجادؒ کی سیاسی بصیرت اور فکری معنویت کو سمیٹنے کی قابل داد کوشش کی ہے، بہرحال یہ مجموعہ مضامین مصنف کی محققانہ دوربین اور ژرف نگاہی کا حسین گلدستہ ہے، جو بلاشبہ مشام جان کو معطر کرتا ہے، کاغذ و طباعت دیدہ زیب و دلکش ہے، یہ کتاب دہلی کے البلاغ پبلی کیشن سے طبع ہوئی ہے۔ 186/صفحات پر مشتمل کتاب کی قیمت 260 روپے رکھی گئی ہے، امید ہے کہ علم دوست حضرات اور اہل ذوق اس مجموعہ کو پسند کریں گے اور مصنف کتاب کے موبائل نمبر 9885775629 پر رابطہ کر کے اس کو حاصل کریں گے۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

حضرت سید احمد شہیدؒ کے اصلاحی وتجدیدی کارنامے

مولانا رضوان احمد ندوی

تیرہویں صدی ہجری کے مرد مجاہد، مصلح ومجدد حضرت سید احمد شہیدؒ (۱۷۸۶-۱۸۳۱) نے معاشرتی اصلاح کیلئے بڑی جدوجہد کی، انہوں نے مسلمانوں میں پھیلی بدعات وخرافات کی بیخ کنی کی اور سنت وشریعت کو زندہ کیا، اپنے وطن میں نکاح بیوگان کی سب سے پہلی مثال آپ نے خود قائم کی اور بڑی مشکل سے اپنے گھر کے لوگوں کو راضی کر کے جو اس امر مسنون کو ہندوانہ انداز خیال کے مطابق مکروہ سمجھتے تھے اپنی بیوہ بھاوج سے شادی کی، ساتھ ہی اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر انگریزوں اور سکھوں سے جہاد کیا، اس معرکہ آرائی میں انہوں نے اور ان کے رفقاء ومجاہدین نے جان توڑ کرششیں کیں، ان کے یہ مجاہدانہ کارنامے تاریخ کا ایک روشن باب ہے، جنہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، دراصل حضرت سید احمد شہیدؒ رائے بریلی ضلع کے دائرہ شاہ علم اللہ (تکیہ) کے باشندہ تھے، یہیں ۱۷۸۶ء میں ایک معزز مذہبی وتہذیبی خاندان میں پیدا ہوئے، ان کے گھرانے کا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی نیز خانوادہ ولی اللہ سے گہرا رشتہ تھا، اس لئے حضرت سید صاحب کی دینی واخلاقی تربیت انہیں خانوادہ ولی اللّٰہی میں ہوئی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور خلافت سے سرفراز ہوئے، ایک مدت تک دہلی میں قیام کیا، دہلی سے کسب فیض کے بعد دو سال وطن میں قیام کیا اور اسی اثنا میں رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے، ذریعہ معاش کے لئے لکھنؤ آئے، چند مہینے نواب امیر خان والیٔ ٹونک کی نگرانی میں فن سپہ گری میں اثر ورسوخ پیدا کیا، ویسے ابتداء عہد سے ہی طبعیت میں اس فن کو حاصل کرنے کی طلب وجستجو تھی، چونکہ اللہ رب العزت ان سے ایک بڑا اصلاحی کام لینا چاہتے تھے، اس لئے انہوں نے جنگی تربیت بھی حاصل کی، رفقاء کار کی ذہن سازی کی اس کیلئے وسیع پیمانے پر مختلف علاقوں کا دورہ کیا، مجاہدین تیار کئے، آپ دعوت وتبلیغ، وعظ وہدایت کے ساتھ ظلم وتشدد کے خلاف جہاد کی بھی ترغیب دیتے رہے، ایک دو دفعہ آپ رام پور میں تھے کہ وہاں چند ولایتی افغان آئے اور انہوں نے پنجاب میں مسلم مردوں اور عورتوں کے ساتھ ہورہی زیادتیوں کا تذکرہ کیا، جب آپ سفر حج سے واپس ہوئے تو عام مسلمانوں کو پنجاب میں ظالم سکھوں کے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی، شیخ محمد اکرام نے لکھا کہ سکھ قوم عرصے سے لاہور اور دوسری جگہوں پر قابض تھے اور ان کے ظلم کی کوئی حد نہیں رہی، انہوں نے ہزاروں مسلمانوں کو بلاقصور شہید کیا اور ہزاروں کو ذلیل کیا، مسجدوں میں نماز کے لئے آذان دینے کی اجازت نہیں دی اور ذبیحہ گاؤں کی قطعی ممانعت کردی، جب ان کا ذلت آمیز ظلم وستم ناقابل برداشت ہوگیا تو حضرت سید احمد شہیدؒ نے خالصاً حفاظت دین کے لئے کئی مسلمانوں کو کابل اور پشاور کی طرف لے جاکر مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا اور ان کو جرأت دلا کر آمادہ عمل کیا، الحمد للہ کہ ان کی دعوت پر کئی ہزار مسلمان راہ خدا میں لڑنے کو تیار ہوگئے ہیں اور سکھوں کے خلاف جہاد شروع کیا، اس وقت آپ کے ساتھ پانچ سات ہزار ہندستانی تھے، جنہوں نے جہاد کرنے اور مسلمانان پنجاب وسرحد کو مذہبی آزادی دلانے کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کا تہیہ کرلیا تھا، آپ گوالیار، ٹونک، اجمیر، ماوراؤ، حیدرآباد، سندھ، شکارپور، درہ لولان اور قندھار ہوتے ہوئے کابل پہونچے اور وہاں سے راستہ خیر پشاور میں داخل ہوئے، پھر یہاں سے توشہرہ تشریف لے گئے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو موج کوثر، ص: ۲۵) اس کے بعد معرکہ آرائی ہوئی، آکوڑہ میں مجاہدین نے دشمن کو منہ توڑ جواب دیا، اس کے بعد کئی جنگیں ہوئیں، آخر میں بالاکوٹ کے میدان میں ان سربکف مجاہدین کی سکھوں سے آخری جنگ ہوئی، جس میں سید صاحبؒ اور ان کے بہت سے جلیل القدر رفقاء اور مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔

حضرت سید احمد شہیدؒ کی مجاہدانہ زندگی کے کئی پہلو ہیں ان میں سب سے بڑا اور نمایاں پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے عہد کے مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کو راسخ کیا، شرک وبدعات اور قبر پرستی کی قباحت کو واضح کیا، نکاح بیوگان کی افادیت ومعنویت سے لوگوں کو واقف کرایا، میراث میں لڑکیوں کو حصہ دینے کی ترغیب دلائی اور ایسے علاقوں کا اصلاحی دورہ کیا جہاں اسلامی تہذیب کا چراغ گل ہونے کے قریب تھا، وہاں موثر تقریریں کیں، کلکتہ میں تین مہینے تک مقیم رہے اور اصلاحی خدمت کی، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے تحریر فرمایا کہ "بیعت کے وقت آپ کی سب سے بڑی تاکید اور آپ کے طریق کی سب سے مقدم اور سب سے اہم دفعہ یہی تھی کہ شرک وبدعت سے پوری طرح احتراز کیا جائے گا اور توحید وسنت پر استقامت کی جائے گی، آپ کے نزدیک یہی طریقت کا مقصود اور یہی شریعت کی بنیاد تھی۔ (سیرت سید احمد شہیدؒ)

اس دعوتی مشن کے نتیجہ میں لوگوں کے اندر توحید وسنت پر استقامت کا جذبہ ابھرنے لگا اور وعظ ونصیحت کی، مجلسوں میں اٹھ اٹھ کر توبہ کرنے لگے اور تجدید ایمان کرتے تھے، ایسی ہی ایک تبلیغی واصلاحی مجلس کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا سید محمد ثانی حسنی نے کیا کہ "لکھنؤ کی چھاؤنی میں پٹھانوں کی ایک اچھی خاصی آبادی تھی، جو سید صاحب کے بزرگوں اور خود سید صاحب کی معتقد تھی، جن میں خاص طور پر نواب فقیر محمد خاں قابل ذکر ہیں، ان حضرات کی خواہش پر آپ نے نفع واصلاح کی توقع پر ایک سو ستر (۱۷۰) آدمیوں کے قافلہ کے ساتھ لکھنؤ کا سفر کیا، آپ کے اس سفر میں مولانا محمد اسماعیل اور مولانا عبدالحی بھی ساتھ تھے، یہ زمانہ نواب غازی الدین حیدر کی بادشاہی اور نواب معتمد الدولہ آغا میر کی وزارت کا تھا، اس زمانہ میں لکھنؤ میں دولت ستانی، بدنظمی، حق تلفی اور تعیش کا دور دورہ تھا، عیش وعشرت، لہو ولعب، ہنسی مذاق کی تمام گلزار بہار تھی، اس کے ساتھ اہل شہر میں اثر پذیری کی صلاحیت بھی تھی، دین کی عظمت ووقعت بھی تھی، لکھنؤ علماء ومشائخ کا مرکز بھی تھا، قصبات اور شریف خاندانوں کا جوہر بھی لکھنؤ منتقل ہوگیا تھا، انسانوں کے اس ذخیرہ میں صدہا کام کے موتی تھے، جو گویا ایک نظر کیمیاء اثر کے منتظر تھے۔

سید صاحب اور آپ کے رفقاء گومتی کے کنارے شاہ پیر محمد کے ٹیلہ پر ٹھہرے، آپ کے پہونچتے ہی لوگوں کا رجوع اور ہجوم ہوا، صبح سے رات تک لوگ جمع رہتے، مولانا محمد اسماعیل اور مولانا عبدالحی کے مسلسل اور مؤثر وعظوں سے لکھنؤ کے مقامی لوگوں میں بڑا انقلاب پیدا ہوا، ہزاروں انسانوں کی حالت بدل گئی، لوگ اٹھ اٹھ کر توبہ کرتے اور نئی ایمانی زندگی میں قدم رکھتے، سید احمد شہید اور ان کی بابرکت جماعت کے چند روزہ قیام سے اہل لکھنؤ کو بہت روحانی فیوض وبرکات حاصل ہوئے، بڑے بڑے علماء ومشائخ حاضر ہوتے اور بیعت سے مشرف ہوتے، ہر جمعہ کو مولانا عبدالحی اور مولانا محمد اسماعیل کا وعظ ہوتا، مختلف برادریوں نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور شرک وبدعت سے توبہ کی، بے شمار دعوتیں ہوئیں، اور دعوتوں میں کرامتوں کا ظہور ہوا، جن کو دیکھ کر اہل سنت کے علاوہ شیعہ اور غیر مسلم، اہل حکومت سبھی متاثر ہوئے، شرک وبدعت کا بازار سرد ہوا، جرائم پیشہ اور فسق وفجور میں مبتلا رہنے والے تائب ہوئے، سید صاحب کی طرف اس رجوع عام سے اور شیعیت سے عمومی طور پر توبہ کرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے حکومت اور اہل حکومت کو پریشانی لاحق ہوگئی اور انہوں نے اس کے اشارے بھی دیئے مگر آپ نے اور آپ کے ساتھ علماء نے کلمہ حق کے کہنے اور صحیح دین کی طرف متوجہ کرنے میں کسی بات کی پرواہ نہ کی اور مستقل مزاجی سے اپنا کام کرتے رہے (پیش لفظ: جب ایمان کی بہار آئی)۔

حج جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی پر صاحب استطاعت کے ایمانی جذبے کو ابھارتے تھے، کیونکہ بہت سے صاحب ثروت اس راہ کی مشقت کے باعث سفر حج کو ساقط کرلیا تھا، سید صاحب نے زور وشور سے اس کی تبلیغ کی اور اس کو زندہ کرنے کے لئے عملی قدم اٹھایا اور چار سو آدمیوں کے ساتھ اپنے وطن سے حج کے لئے روانہ ہوئے، اس مبارک سفر کی منظر کشی کرتے ہوئے مولانا سید محمد ثانی حسنی نے تحریر فرمایا کہ "اس زمانہ میں اسلام کے دوسرے شعائر کے کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ حج جیسا اہم رکن علماء کے فقہی عذر کی بناء پر یکسر متروک، یا غفلت کا شکار ہوگیا تھا، بعض علماء نے ہندوستان کے مسلمانوں کے ذمہ سے اس کے ساقط ہونے کا فتویٰ دیدیا تھا، سید صاحب نے اس فتنہ کا سدباب کیا اور اس کی فرضیت کی زور وشور سے تبلیغ کی، آپ نے اس کو زندہ کرنے کے لئے عملی قدم اٹھانا ضروری سمجھا اور علماء ومشاہیر کے ایک جم غفیر کے ساتھ حج کا سفر کیا، مختلف مقامات پر حج کی تبلیغ کے سلسلہ میں خطوط لکھوائے، آپ کے اعلان حج اور مکاتیب سے مختلف مقامات سے حج کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا، لوگ پروانوں کی طرح امنڈ آئے، آپ یکم شوال ۱۲۳۶ھ ۲ر جولائی ۱۸۲۱ء میں عید کی نماز کے بعد چار سو آدمیوں کے ساتھ اپنے وطن سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔

آپ رائے بریلی سے دلمؤ تشریف لے گئے اور وہاں سے کشتیوں کے ذریعہ کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے، راستہ میں جابجا آپ کے اور مولانا محمد اسماعیل اور مولانا عبدالحی، نیز قافلہ کے علماء کے وعظ ہوتے، شرک وبدعت کی تردید اور عقائد واعمال کی اصلاح ہوئی، الہ آباد میں ہزاروں ہزار مرد اور عورتوں نے بیعت کی، بعض لوگوں کا اندازہ تھا کہ شاید شہر میں کوئی مسلمان باقی نہیں رہا، مرزاپور میں تقریباً پورا شہر بیعت ہوگیا، بنارس میں ہزاروں اشخاص مرید ہوئے اور علماء ومشائخ داخل سلسلہ ہوئے، شرک وبدعت پر ضرب کاری لگی، آپ غازی پوری، داناپور ہوتے ہوئے پٹنہ پہونچے، پٹنہ میں دو ہفتہ قیام کیا، اس قیام میں شریعت کی اشاعت وترویج اور شرک وبدعت کی تردید کا کام پوری قوت سے جاری رہا، عظیم آباد میں چند تبتیوں کو آپ نے تبلیغ کے لئے ان کے وطن تبت کو روانہ کیا، جنگی کوششیں چین تک وسیع ہوئیں، عظیم آباد کے بعد کلکتہ پہونچے، تین مہینے کلکتہ میں قیام رہا، آپ کے قیام نے کلکتہ جو اس وقت ہندوستان کا عظیم ترین شہر اور انگریزی حکومت کا مستقر تھا، ایک دینی انقلاب برپا کردیا، برادریوں اور خاندان کے چودھریوں اور سرداروں نے اپنے اپنے خاندان میں اعلان کردیا کہ جس نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور شرعی پابندی اختیار نہیں کی، اس سے برادرانہ تعلقات منقطع ہیں، اس اعلان پر توبہ کرنے والوں کی قطاریں لگ گئیں، میخانوں میں خاک اڑنے لگی، عیش وعشرت اور فسق وفجور کے مرکزوں میں سناٹا نظر آنے لگا، سلطان ٹیپو کے پوتوں نے بھی جن کے بزرگوں کا تعلق سید صاحب کے بزرگوں سے رہا تھا، آپ کی توجہ سے فائدہ اٹھایا، تین مہینے کے بعد کلکتہ سے روانہ ہوئے، اس وقت آپ کے ہمراہ حج کرنے والوں کی تعداد سات سو پچہتر (۷۷۵) تھی، زیارت کرنے والے مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کا ایسا ہجوم تھا کہ راستے بند ہوگئے تھے اور آدمی کا گذرنا مشکل تھا، راستہ میں مختلف بندرگاہوں اور ساحلی مقامات پر اترتے رکتے اور وعظ وتلقین کرتے ہوئے ۲۳ر شعبان بروز چہارشنبہ ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۶ر مئی ۱۸۲۲ء میں جدہ پہونچے اور ۲۸ر شعبان کو حرم میں داخل ہوئے۔

اس مقدس مقام میں بھی آپ کا فیض جاری رہا، امام حرم اور مفتی مکہ اور دوسرے عرب علماء آپ کے مرید ہوئے اور دوسرے ممالک اسلامیہ کے عمائد اور سربرآوردہ علماء نے آکر آپ سے فیض حاصل کیا، رمضان المبارک مکہ مکرمہ میں گذرا، ایام حج میں عقبۂ اولیٰ میں جہاں انصار کی پہلی جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور ہجرت کی بنیاد پڑی تھی، ان ساتھیوں سے آپ نے جہاد کی بیعت لی۔ مکہ مکرمہ سے آپ نے مدینہ منورہ کا عزم کیا اور وہاں قیام فرمایا، وہاں بھی علماء ومشائخ اور عوام وخواص کا رجوع ہوا، مدینہ سے آپ مکہ واپس ہوئے، آپ نے دوسرا رمضان بھی مکہ معظمہ میں گذارا اور دوسرا حج ادا کر کے رائے بریلی یکم رمضان ۱۲۳۹ھ ۳۰ر اپریل ۱۸۲۴ء کو واپس ہوئے (ایضاً)۔

اس طرح انہوں نے حج کے فریضہ کو مسلمانوں کے دلوں میں راسخ کیا، حضرت سید صاحب کی تحریکی زندگی کا دوسرا اور سب سے زیادہ نمایاں پہلو یہ تھا کہ آپ نے مسلمانوں کی مظلومیت کو دور کرنے کیلئے فوجی قوت وصلاحیت کا بھرپور مظاہرہ کیا، سکھ اور انگریز دونوں مسلمانوں کے دشمن تھے، جب اس نے مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا کردی تو آپ کا جذبہ جہاد برانگیختہ ہوا، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے لکھا کہ "ہندوستان پر غیروں کے تسلط، مسلمانوں کی آپسی خانہ جنگی اور زبوں حالی نے آپؒ کو بے چین کردیا تھا، آپؒ کے نزدیک اعلاء کلمۃ اللہ کی ضرورت ہر غیور اور فرض شناس انسان سے جہاد کا مطالبہ کررہی تھی اور آپؒ شروع ہی سے اپنی جماعت کو اس کار عظیم کے لئے تیار کررہے تھے، آخر کار ۷ر جمادی اولیٰ ۱۲۴۱ھ میں آپؒ نے وطن کو خدا حافظ کہا اور مختلف علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے نوشہرہ میں قیام کیا اور وہاں سکھوں سے پہلا معرکہ پیش آیا، پھر آپؒ پیشاور فتح کرنے کے بعد وہاں کے بے وفا لوگوں سے دل برداشتہ ہوکر ۱۷ر اپریل ۱۸۳۱ء مطابق ۱۲۴۶ھ کو کوچ کر کے بالاکوٹ پہنچے اور اسی میدان میں وہ آخری معرکہ پیش آیا جس میں تین سو سے زائد مجاہدین شہید ہوئے، بالاکوٹ کی سرزمین پر ان مبارک انسانوں کا وہ مبارک سفر تمام ہوا جس کی ابتدا سید صاحبؒ نے جمادی الاخریٰ ۱۲۴۱ھ کی صبح کو اپنے غازیوں کے ساتھ اپنے وطن رائے بریلی سے کی تھی، وہ ۲۴ر ذوالقعدہ ۱۲۴۶ھ کو مقصود کو پایا رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (سیرت سید احمد شہیدؒ)

اس طرح حضرت سید احمد شہیدؒ نے مسلمانوں کے تن مردہ میں جہاد کی، روح پھونکی اور یہ عقیدہ بھی دلوں میں راسخ کرایا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی عبادت ہے، مومن بندہ کو اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر بوقت ضرورت تیغ وسنان سے بھی کام لینا چاہئے، یہی دین وشریعت ہے۔

سود — انسانوں کو ہلاک کرنے والا گناہ

مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی، ریاض

مال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے، جس کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے؛ لیکن شریعتِ اسلامیہ نے ہر شخص کو مکلف بنایا ہے کہ وہ صرف جائز وحلال طریقہ سے ہی مال کمائے؛ کیوں کہ کل قیامت کے دن ہر شخص کو مال کے متعلق اللہ رب العزت کو جواب دینا ہوگا کہ کہاں سے کمایا یعنی وسائل کیا تھے اور کہاں خرچ کیا یعنی مال سے متعلق حقوق العباد یا حقوق اللہ میں کوئی کوتاہی تو نہیں کی۔

مال کی نعمت اور ضرورت ہونے کے باوجود، خالقِ کائنات اور تمام نبیوں کے سردار حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو متعدد مرتبہ فتنہ، دھوکے کا سامان اور محض دنیاوی زینت کی چیز قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم مال ودولت کے حصول کے لیے کوئی کوشش ہی نہ کریں؛ کیوں کہ حلال رزق کا طلب کرنا اور اس سے بچوں کی تربیت کرنا خود دین ہے؛ بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ کے خوف کے ساتھ زندگی گزاریں اور اخروی زندگی کی کامیابی کو ہر حال میں ترجیح دیں۔ کہیں کوئی معاملہ درپیش ہو تو اخروی زندگی کو داؤ پر لگانے کے بجائے فانی دنیاوی زندگی کے عارضی مقاصد کو نظر انداز کردیں، نیز شک وشبہ والے امور سے بچیں۔ اِن دنوں حصول مال کے لیے ایسی دوڑ شروع ہوگئی ہے کہ اکثر لوگ اس کا بھی اہتمام نہیں کرتے کہ مال حلال وسائل سے آرہا ہے یا حرام وسائل سے؛ بلکہ کچھ لوگوں نے تو اَب حرام وسائل کو مختلف نام دے کر اپنے لیے جائز سمجھنا شروع کردیا ہے؛ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مشتبہ چیزوں سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے؛ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ صرف حلال وسائل پر ہی اکتفاء کرے، جیسا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حرام مال سے جسم کی بڑھوتری نہ کرو؛ کیوں کہ اس سے بہتر آگ ہے۔ (ترمذی) نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حرام کھانے، پینے اور حرام پہننے والوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں۔ (مسلم) ہمارے معاشرہ میں جو بڑے بڑے گناہ عام ہوتے جارہے ہیں، ان میں سے ایک بڑا خطرناک اور انسان کو ہلاک کرنے والا گناہ سود ہے۔

سود کیا ہے؟: وزن کی جانے والی یا کسی پیمانے سے ناپے جانے والی ایک جنس کی چیزیں اور روپے وغیرہ میں دو آدمیوں کا اس طرح معاملہ کرنا کہ ایک کو عوض کچھ زائد دینا پڑتا ہو ربا اور سود کہلاتا ہے جس کو انگریزی میں Interest یا Usury کہتے ہیں۔ جس وقت قرآنِ کریم نے سود کو حرام قرار دیا اس وقت عربوں میں سود کا لین دین متعارف اور مشہور تھا، اور اُس وقت سود اُسے کہا جاتا تھا کہ کسی شخص کو زیادہ رقم کے مطالبہ کے ساتھ قرض دیا جائے خواہ لینے والا اپنے ذاتی اخراجات کے لیے قرض لے رہا ہو، یا پھر تجارت کی غرض سے، نیز وہ Simple Interest ہو یا Compound Interest، یعنی صرف ایک مرتبہ کا سود ہو یا سود پر سود۔ مثلاً زید نے بکر کو ایک ماہ کے لیے 100 روپے بطور قرض اس شرط پر دیے کہ وہ 110 روپے واپس کرے، تو یہ سود ہے؛

جس کی حرمت قرآن وحدیث سے واضح طور پر ثابت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (سورۃ البقرہ) اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ (سورۃ البقرہ) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ جب سود کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو لوگوں کا دوسروں پر جو کچھ بھی سود کا بقایا تھا، اس کو بھی لینے سے منع فرمادیا گیا: وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ (سورۃ البقرہ) یعنی سود کا بقایا بھی چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔

سود لینے اور دینے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کا اعلانِ جنگ: سود کو قرآنِ کریم میں اتنا بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے کہ شراب نوشی، خنزیر کھانے اور زنا کاری کے لیے قرآنِ کریم میں وہ لفظ استعمال نہیں کیے گئے جو سود کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے استعمال کیے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہوجاؤ! سود کھانے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے اور یہ ایسی سخت وعید ہے جو کسی اور بڑے گناہ، مثلاً زنا کرنے، شراب پینے کے ارتکاب پر نہیں دی گئی۔ مشہور صحابیِ رسول حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو تو خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑادے۔ (تفسیر ابن کثیر)

سود کھانے والوں کے لیے قیامت کے دن کی رسوائی وذلت: اللہ تبارک وتعالیٰ نے سود کھانے والوں کے لیے کل قیامت کے دن جو رسوائی وذلت رکھی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں کچھ اس طرح فرمایا: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھوکر پاگل بنادیا ہو۔ سود کی بعض شکلوں کو جائز قرار دینے والوں کے لیے فرمانِ الٰہی ہے: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا (سورۃ البقرہ) یہ ذلت آمیز عذاب اس لیے ہوگا کہ انھوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو سود کی طرح ہوتی ہے؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع یعنی خرید وفروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ سود کھانے سے توبہ نہ کرنے والے لوگ جہنم میں جائیں گے: لہٰذا جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آگئی اور وہ (سودی معاملات سے) باز آگیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا وہ اسی کا ہے اور اس کی (باطنی کیفیت) کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے۔ اور جس شخص نے لوٹ کر پھر وہی کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ غرضیکہ سورۃ البقرہ کی ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو ہلاک کرنے والے گناہ سے سخت الفاظ کے ساتھ بچنے کی تعلیم دی ہے اور فرمایا کہ سود لینے اور دینے والے اگر توبہ نہیں کرتے ہیں تو وہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہوجائیں، نیز فرمایا کہ سود لینے اور دینے والوں کو کل قیامت کے دن ذلیل ورسوا کیا جائے گا اور وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔۔۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سود سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی ہے اور سود لینے اور دینے والوں کے لیے سخت وعیدیں سنائی ہیں جن میں سے بعض احادیث ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سود کی حرمت کا اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: (آج کے دن) جاہلیت کا سود چھوڑ دیا گیا، اور سب سے پہلا سود جو میں چھوڑتا ہوں وہ ہمارے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سود ہے۔ وہ سب کا سب ختم کردیا گیا ہے؛ چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سود کی حرمت سے قبل لوگوں کو سود پر قرض دیا کرتے تھے؛ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن میں اُن کا سود جو دوسرے لوگوں کے ذمہ ہے وہ ختم کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم، باب حجۃ النبی) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ سات بڑے گناہ کونسے ہیں (جو انسانوں کو ہلاک کرنے والے ہیں)؟ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (۱) شرک کرنا، (۲) جادو کرنا، (۳) کسی شخص کو ناحق قتل کرنا، (۴) سود کھانا، (۵) یتیم کے مال کو ہڑپنا، (۶) (کفار کے ساتھ جنگ کی صورت میں) میدان سے بھاگنا، (۷) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری ومسلم) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے اور دینے والے، سودی حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔ سود لینے اور دینے والے پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کے الفاظ حدیث کی ہر مشہور ومعروف کتاب میں موجود ہیں۔ (مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے لازم کرلیا ہے کہ ان کو جنت میں داخل نہیں کریں گے اور نہ ان کو جنت کی نعمتوں کا ذائقہ چکھائیں گے۔ پہلا شراب کا عادی، دوسرا سود کھانے والا، تیسرا ناحق یتیم کا مال اڑانے والا، چوتھا ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا (کتاب الکبائر للذہبی)

بینک سے قرض (Loan) بھی عین سود ہے: تمام مکاتبِ فکر کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عصر حاضر میں بینک سے قرض لینے کا رائج طریقہ اور جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم حاصل کرنا یہ سب وہی سود ہے جس کو قرآن کریم میں سورۂ بقرہ کی آیات میں منع کیا گیا ہے، جس کے ترک نہ کرنے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کا اعلانِ جنگ ہے اور توبہ نہ کرنے والوں کے لیے قیامت کے دن رسوائی وذلت ہے اور جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ عصرِ حاضر کی پوری دنیا کے علماء پر مشتمل اہم تنظیم مجمع الفقہ الاسلامی کی اس موضوع پر متعدد میٹنگیں ہوچکی ہیں؛ مگر ہر میٹنگ میں اس کے حرام ہونے کا ہی فیصلہ ہوا ہے۔ برصغیر کے جمہور علماء بھی اس کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔ فقہ اکیڈمی، نیودہلی کی متعدد کانفرنسوں میں اس کے حرام ہونے کا ہی فیصلہ ہوا ہے۔ مصری علماء جو عموماً آزاد خیال سمجھے جاتے ہیں وہ بھی بینک سے موجودہ رائج نظام کے تحت قرض لینے اور جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم کے عدمِ جواز پر متفق ہیں۔ پوری دنیا میں کسی بھی مکتبِ فکر کے دارالافتاء نے بینک سے قرض لینے کے رائج طریقہ اور جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم کو ذاتی استعمال میں لینے کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔

عصرِ حاضر میں ہم کیا کریں؟ (۱) اگر کوئی شخص بینک سے قرض لینے یا جمع شدہ رقم پر سود کے جائز ہونے کو کہے تو پوری دنیا کے علماء کے موقف کو سامنے رکھ کر اس سے بچیں۔ (۲) اس بات کو اچھی طرح ذہن میں رکھیں کہ علمائے کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں بینک سے قرض لینے اور بینک میں جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم کے حرام ہونے کا فیصلہ آپ کے حق میں کیا ہے؛ کیوں کہ قرآن وحدیث میں سود کو بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے، شراب نوشی، خنزیر کھانے اور زنا کاری کے لیے قرآنِ کریم میں وہ الفاظ استعمال نہیں کیے گئے جو سود کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے استعمال کیے ہیں۔ (۳) جس نبی کے امتی ہونے پر ہم فخر کرتے ہیں، اس نے سود لینے اور دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے، نیز شک وشبہ والی چیزوں سے بھی بچنے کی تعلیم دی ہے۔ (۴) بینک سے قرضہ لینے سے بالکل بچیں، دنیاوی ضرورتوں کو بینک سے قرضہ لیے بغیر پورا کریں، کچھ دشواریاں، پریشانیاں آئیں تو اس پر صبر کریں۔ (۵) اگر آپ کی رقم بینک میں جمع ہے تو اس پر جو سود مل رہا ہے، اس کو خود استعمال کیے بغیر عام رفاہی کاموں میں لگادیں یا ایسے غرباء ومساکین یا یتیم بچوں میں بانٹ دیں جو کمانے سے عاجز ہیں۔ (۶) اگر کوئی شخص ایسے ملک میں ہے، جہاں واقعی سود سے بچنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اپنی وسعت کے مطابق سودی نظام سے بچیں، ہمیشہ اس سے چھٹکارہ کی فکر رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہیں۔ (۷) سود کے مال سے نہ بچنے والوں سے درخواست ہے کہ سود کھانا بہت بڑا گناہ ہے، اس لیے کم از کم سود کی رقم کو اپنے ذاتی مصارف میں استعمال نہ کریں؛ بلکہ اس سے حکومت کی جانب سے عائد کردہ انکم ٹیکس ادا کردیں؛ کیوں کہ بعض مفتیانِ کرام نے سود کی رقم سے انکم ٹیکس ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔ (۸) جو حضرات سود کی رقم استعمال کرچکے ہیں وہ پہلی فرصت میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور آئندہ سود کی رقم کا ایک پیسہ بھی نہ کھانے کا عزمِ مصمم کریں اور سود کی مابقیہ رقم کو فلاحی کاموں میں لگادیں۔ (۹) اگر کسی کمپنی میں صرف اور صرف سود پر قرضہ دینے کا کاروبار ہے، کوئی دوسرا کام نہیں ہے تو ایسی کمپنی میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر کسی بینک میں سود پر قرضہ کے علاوہ جائز کام بھی ہوتے ہیں، مثلاً بینک میں رقم جمع کرنا وغیرہ تو ایسے بینک میں ملازمت کرنا حرام نہیں ہے، البتہ بچنا چاہیے۔ (۱۰) اگر کوئی شخص سونے کے پرانے زیورات بیچ کر سونے کے نئے زیورات خریدنا چاہتا ہے، تو اس کو چاہیے کہ دونوں کی الگ الگ قیمت لگواکر اس پر قبضہ کرے اور قبضہ کرائے، نئے سونے کے بدلے پرانے سونے اور فرق کو دینا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

یاد رکھئے کہ دنیا کی بڑی بڑی اقتصادی شخصیات کے تجزیے کے مطابق موجودہ سودی نظام سے صرف اور صرف سرمایہ کاروں کو ہی فائدہ پہونچتا ہے، نیز اس میں بے شمار خرابیاں ہیں جس کی وجہ سے پوری دنیا اب اسلامی نظام کی طرف مائل ہورہی ہے۔

Scanned with CamScanner

حجاج کرام کو حج مبارک

مولانا ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی شمسی

مکہ مکرمہ عرب کا مشہور اور قدیم شہر ہے، جس کے چاروں طرف پہاڑ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پاکیزہ شہر کو اپنے گھر کے لئے منتخب کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور آپ کی بعثت بھی یہیں ہوئی، اسی مبارک شہر میں خانۂ کعبہ ہے، یہ شہر مرکزی نقطہ ہے، جس کے گرد بقیہ زمین کو پھیلا دیا گیا ہے، قدیم وجدید تحقیقات کے اعتبار سے یہ شہر خشک زمین کے وسط میں واقع ہے، اور کعبہ زمین کا مرکز ہے، اسی لئے اس مبارک شہر میں داخل ہونے کے لئے کچھ آداب ہیں، ان میں سے پہلا یہ ہیکہ اس شہر میں بغیر احرام کے داخل ہونا منع ہے۔ اس طرح حج وعمرہ کا پہلا رکن احرام ہے، مکہ شہر کے چاروں طرف مقامات متعین کر دیئے گئے ہیں، ان کو میقات کہتے ہیں۔ ان مقامات سے آگے بغیر احرام باندھے جانا جائز نہیں ہے، ہندوستان سے ہوائی جہاز سے حج یا عمرہ کیلئے جانے والوں کے لئے میقات کوہ یلملم ہے۔ کوہ یلملم سے پہلے احرام باندھنا ضروری ہے، ہوئی جہاز سے سفر کے دوران ''یلملم پہاڑ'' کا اندازہ مشکل ہوتا ہے، اس لئے ہندوستان سے حج یا عمرہ کے لئے جانے والے احرام باندھ کر ہوائی جہاز پر سوار ہوتے ہیں۔ احرام یہ ہے کہ حج یا عمرہ کرنے والے اپنے کپڑے اتار کر ایک تہبند یا لنگی کمر میں باندھ لیں اور ایک بغیر سلی ہوئی چادر اس طرح اوڑھ لیں کہ دونوں کندھے اور پیٹھ چھپ جائیں۔ پھر دو رکعت نماز احرام کی نیت سے پڑھے، اس کے بعد یہ نیت کرے۔ اللھم انی اریدالحج والعمرۃ فیسر ھمالی وتقبلھما منی اگر صرف عمرہ کے لئے جا رہے ہوں تو دعاء اس طرح پڑھیں: اللھم انی اریدالعمرۃ فیسر ہالی وتقبلہا منی، پھر جب نماز سے فارغ ہو تو تین مرتبہ تلبیہ یعنی لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک پڑھے۔

ہندوستان میں حج تمتع کا رواج ہے، حج تمتع کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج دونوں کی ادائیگی کی جائے۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلے عمرہ کی ادائیگی کر لی جائے، پھر جب حج کا زمانہ آئے تو حج کیا جائے، اسی کو حج تمتع کہتے ہیں۔ عمرہ کو حج اصغر بھی کہتے ہیں، وہ یہ ہے کہ میقات یعنی احرام باندھنے کے مقام پر وہ احرام باندھ کر خانۂ کعبہ کا طواف کرے، پھر صفا ومروہ کے درمیان سعی کرے، اسی کو عمرہ کہتے ہیں۔ عمرہ کے فرائض دو ہیں۔ (۱) احرام باندھنا، جو عمرہ کی نیت اور تلبیہ پڑھنے سے شروع ہوتا ہے۔ (۲) طواف کرنا۔ عمرہ کے واجبات: عمرہ کے واجبات دو ہیں: (۱) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا یعنی طواف کے بعد صفا ومروہ کی سعی کرنا، سعی کی ابتدا صفا سے کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔ (۲) سر کے بال منڈوانا یا کٹانا یعنی چوتھائی سر کیبال کو کٹانا یا منڈوانا واجب ہے اور پورے سر کے بال کو منڈوانا یا کٹانا سنت ہے۔ حج کے فرائض: حج کے فرائض تین ہیں: (۱) احرام باندھنا یعنی حج کی نیت کرنا اور تلبیہ یعنی لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد و النعمۃ لک و الملک لاشریک لک پڑھنا (۲) وقوف عرفات یعنی ۹ر ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے وقت سے ۱۰ر ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات میں ٹھہرنا۔ (۳) طواف زیارت یعنی دسویں ذی الحجہ کی صبح سے لے کر بارہویں ذی الحجہ تک طواف وسعی کرنا اور سر کا بال منڈوانا یا کٹانا۔ واجبات حج: واجبات حج مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) مزدلفہ میں وقوف یعنی ٹھہرنا (۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا (۳) رمی جمار یعنی کنکڑیاں مارنا (۴) قربانی کرنا (۵) حلق یعنی سر کا بال منڈانا تقصیر یعنی سر کے بال کو کتروانا (۶) باہر کے لوگوں کو طواف وداع کرنا۔

اب انتظار کی گھڑی ختم ہوگئی، اب حاجیوں کا قافلہ روانہ ہونے لگا ہے، جب حاجیوں کا قافلہ روانہ ہوتا ہے، تو ان کا دل جوش سے بھر جاتا ہے اور ان کے دل مقدس سرزمین کی زیارت کے لئے مضطرب ہو جاتے ہیں، ان کی آنکھیں مقامات مقدسہ بالخصوص خانۂ کعبہ کو ایک نظر دیکھنے کے لئے بیتاب رہتی ہیں۔ ان کے قدم تیز تیز چلنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ زبان پر لبیک لبیک کی صدا رہتی ہے اور وہ ذوق وشوق سے سرشار مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے بیتاب رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ جاتا ہے کہ وہ اپنے گھر اور اپنے آل اولاد اور خویش واقارب کو چھوڑ کر نکل پڑتے ہیں، ان کے دل میں شوق رہتا ہے کہ وہ کتنی جلدی مکہ مکرمہ مدینہ منورہ پہنچ جائیں اور وہاں کے جمال وجلال اور رحمت وبرکت کا مشاہدہ کریں۔ خانۂ کعبہ ان کے سامنے ہو اور وہ اس کا دیدار کر رہے ہوں، یہ وہ کیفیت ہے جو حج عمرہ کے سفر پر نکلنے سے پہلے پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اب آپ حج کے سفر پر جانے کے لئے تیار ہیں، آپ کی روانگی مدینہ منورہ کے لئے ہوگی، مدینہ منورہ جانے کے لئے احرام ضروری نہیں ہے، احرام صرف مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے آپ کی روانگی اپنے عام لباس میں ہوگی، جس کو آپ عام طور پر استعمال کرتے ہیں۔ تلبیہ لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد و النعمۃ لک و الملک لاشریک لک پڑھتے رہیں گے۔ آپ مدینہ منورہ جا رہے ہیں، راستہ میں درود شرف کثرت سے پڑھیں، جب مدینہ منورہ کے ہوائی اڈہ سے اپنے قیام گاہ پہنچیں تو حوائج اصلیہ سے فارغ ہو کر وضو کریں اور مسجد نبویؐ جائیں۔ تحیۃ المسجد اور شکرانہ کے طور پر نفل نماز ادا کریں۔ فرض نماز کا وقت ہو تو نماز بھی ادا کر لیں۔ نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر حاضری دیں اور الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں۔ بار بار مسجد نبوی آئیں اور نماز پڑھیں، خاص طور پر ریاض الجنہ میں نماز پڑھنے کی کوشش کریں۔ اس میں نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ اوراد ووظائف کا بھی اہتمام کریں۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت کرے اسے چاہئے کہ وہ انتہائی ادب وخاموشی کے ساتھ روضہ کے پاس کھڑا ہو اور پھر ادب واحترام کے ساتھ آپ کی خدمت میں درود وسلام پیش کرے اور پڑھے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر بھی سلام پیش کرے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کسی کے لئے بھی یہ درست نہیں ہے کہ روضہ مبارکہ کو ہاتھ یا جسم لگائے یا بوسہ دے یا طواف کرے۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی حاجت براری، مشکل کشائی، شفائے مرض یا اس قسم کی اور کوئی دعا کرے، کیونکہ ایسی چیزوں کی دعا اللہ تعالیٰ سے ہی کی جا سکتی ہے۔ بعض زائرین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے سامنے دیر تک کھڑے رہ کر پڑھتے یا روتے ہیں، یہ بھی آداب کے خلاف ہے کیونکہ روضہ مقدس کے پاس زیادہ دیر تک کھڑے رہنا یا بار بار سلام پڑھنا بھیڑ کا سبب بنتا ہے، چیخ وپکار ہوتی ہے، شور وغل ہوتا ہے۔ یہ سب چیزیں آداب کے خلاف ہیں۔ اسی طرح بعض زائرین سلام کے وقت اپنے سینہ پر یا سینہ سے نیچے نماز کی طرح ہاتھ باندھ لیتے ہیں، یہ بھی درست نہیں کیونکہ یہ عبادت اور خشوع وخضوع کی حالت ہے جو اللہ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ اس لئے زیارت کے وقت تمام آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

مدینہ منورہ میں بہت سے تاریخی مقامات ہیں، تاریخی مقامات کی زیارت کے لئے جائیں۔ مساجد میں نوافل کا اہتمام کریں۔ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لئے روانگی: پھر مدینہ منورہ سے آپ کی روانگی مکہ مکرمہ کے لئے ہوگی۔ آپ مکہ مکرمہ روانہ ہونے سے پہلے غسل کریں، احرام کے کپڑے اپنے ساتھ بیگ میں رکھ لیں۔ چونکہ آپ مکہ مکرمہ جا رہے ہیں، وہاں بغیر احرام کے داخل ہونا منع ہے۔ مدینہ منورہ سے چند کیلومیٹر کے فاصلہ پر ذوالحلیفہ آتا ہے، وہاں بس رکے گی، وہاں مسجد ہے، وہاں وضو کریں، اپنے کپڑے اتار کر احرام کے کپڑے پہن لیں، تہبند کو کمر میں باندھ لیں اور چادر کو اپنے بدن پر اس طرح اوڑھ لیں کہ دونوں کندھے اور پیٹھ چھپ جائیں، پھر عمرہ کی نیت کریں، دو رکعت نفل نماز احرام کی نیت سے پڑھیں، پھر یہ دعاء پڑھیں اللھم انی ارید العمرۃ فیسرھا لی وتقبلھا منی، سلام کے بعد تین مرتبہ تلبیہ یعنی لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک پڑھیں اور کثرت سے اس تلبیہ کو پڑھتے رہیں۔ جب مکہ مکرمہ اپنے قیام گاہ پر پہنچ جائیں تو حوائج اصلیہ سے فارغ ہو کر وضو کریں اور مسجد حرام جائیں اور خانۂ کعبہ کا طواف کریں۔ طواف کا طریقہ یہ ہے کہ حجر اسود کے سامنے سے طواف شروع کریں، بھیڑ کی وجہ سے حجر اسود کے پاس پہنچنا مشکل ہوتا ہے، اس لئے اس کے سامنے سبز مرکری کے پاس کھڑے ہوں اور حجر اسود کی طرف دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلی حجر اسود کی جانب ہو، ہاتھ اٹھا کر بسم اللہ والحمدللہ واللہ اکبر پڑھیں اور دونوں ہاتھوں کو چوم لیں، پھر دائیں کندھے کے اوپر سے چادر ہٹا کر بغل ہوتے ہوئے بائیں کندھے پر ڈال لیں اور اکڑ کر چلیں، اسی کو رمل کہتے ہیں۔ جب رکن یمانی پر پہنچیں تو اس کو چھونے کی کوشش کریں، لیکن بھیڑ کی وجہ سے چھونا ممکن نہ ہو تو اس کو نہ چھوئیں اور دعاء پڑھیں: رَبَّنَا اٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّار جب حجر اسود کے سامنے سبز مرکری کے پاس آئیں تو ہاتھ اٹھا کر بسم اللہ والحمدللہ واللہ اکبر پڑھ کر ہاتھ کو چوم لیں۔ اس طرح تین چکر پورا کریں، بقیہ چار چکر میں رمل نہ کریں یعنی اکڑ کر نہ چلیں، بلکہ آہستہ آہستہ چلیں، البتہ حجر اسود کے سامنے سبز مرکری کے سامنے پہنچنے پر دعاء پڑھ کر ہاتھوں کو چومتے رہیں، اس طرح سات چکر پورا کریں۔ طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر آئیں، یہ مقام ابراہیم جہاں آپ نے طواف کیا ہے، اسی میں ایک شیشہ کے خول میں مقام ابراہیمؑ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کا نشان ہے، وہاں دو رکعت نفل نماز ادا کریں، نماز سے فارغ ہو کر زم زم پر آئیں اور خوب آسودہ ہو کر اس کا پانی پئیں۔ زم زم کا پانی پینے کے بعد کوہ صفا پر آئیں اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں۔ سعی کا طریقہ یہ ہے کہ سعی سے پہلے چوتھا کلمہ یا جو دعاء یاد ہو، اس کو پڑھیں، پھر عام رفتار سے چلیں، جب سبز مرکری آئے تو مرد ہلکی چال سے دوڑیں، البتہ عورتیں اپنی رفتار سے چلیں، پھر جب آگے سبز رنگ کی مرکری آئے تو وہاں پہنچ کر چال ہلکی کر دیں، جب مروہ پر پہنچیں تو وہاں وہی دعاء پڑھیں جو صفا پر پڑھا تھا، یہ ایک چکر ہوا، دعاء کے بعد مروہ سے پھر صفا کے لئے چلیں، جب صفا پر آ جائیں تو دعاء کریں، یہ دو چکر ہوا، اسی طرح صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کے درمیان چکر لگائیں۔ مروہ پر پہنچ کر سات چکر پورا ہو جائے گا۔ اس طرح صفا اور مروہ کے درمیان سعی مکمل کریں، سعی کے بعد سر کے بال منڈوائیں یا کتروائیں۔ اب آپ عمرہ سے فارغ ہو گئے۔

عمرہ سے فراغت کے بعد آپ مکہ مکرمہ میں ہی رہیں گے۔ ان ہی دنوں میں حج کا عمل شروع ہوگا، مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران آپ کثرت سے عمرہ کا اہتمام کریں۔ عمرہ کے لئے مسجد عائشہ جائیں یہ خانۂ کعبہ سے دس کلومیٹر کی دوری پر ہیں، وہاں جا کر احرام باندھیں اور عمرہ کی نیت کریں، دو رکعت نماز پڑھیں اور سلام کے بعد تین مرتبہ تلبیہ یعنی لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک پڑھیں، پھر خانۂ کعبہ کا طواف کریں۔ مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران ۸ر ذی الحجہ کا انتظار کریں۔ ۸ر ذی الحجہ سے حج کے ایام شروع ہوتے ہیں اور پانچ دنوں تک رہتے ہیں۔ آپ کو ۸ر ذی الحجہ کو منی میں قیام کے لئے جانا ہے۔ ۸ر ذی الحجہ کی صبح کو حرم میں دو رکعت نماز احرام کی نیت سے پڑھیں اور یہ دعاء پڑھیں اللھم انی اریدالحج فیسرہ لی وتقبلہ منی پڑھیں، پھر احرام باندھیں، حج کی نیت کریں، پھر ۳ر مرتبہ تلبیہ لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک و الملک لاشریک لک پڑھیں اور منی جانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس کے لئے آپ کے قیام گاہ کے قریب بس رکے گی، اگر آپ چاہیں تو بس کے ذریعہ یا پیدل یا میٹرو کے ذریعہ منی جائیں۔ منی مکہ سے ۶ر کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ منی پہنچ کر وہاں کے خیمہ میں قیام کریں، خیمہ کی شناخت اچھی طرح کر لیں، تاکہ دشواری نہ ہو، ۹ر ذی الحجہ کی صبح تک منی میں قیام کریں۔ وہاں عبادت وریاضت کریں، تلاوت اور توبہ استغفار کریں۔ ۹ر ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد عرفات کے لئے روانہ ہو جائیں۔ منی سے عرفات ۱۰ کیلومیٹر کی دوری پر ہے، یہ جبل رحمت کے دامن میں واقع ہے، وہاں بس کے ذریعہ یا پیدل یا میٹرو کے ذریعہ جائیں، وہاں ظہر کی نماز کے وقت تک پہنچ جائیں۔ ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کریں اور میدان عرفات میں قیام کریں۔ یہاں عرفات میں قیام کر کے غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائیں۔ مزدلفہ عرفات میدان سے ۵ر کیلومیٹر کی دوری پر ہے، یہ ایک وسیع وعریض میدان ہے، جو عرفات اور منی کے درمیان واقع ہے۔ ۸ر ذی الحجہ کو بغیر مغرب کی نماز پڑھے سورج غروب ہو جانے کے بعد مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائیں، مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھیں۔ مزدلفہ کے میدان میں آسمان کے نیچے رات بسر کریں، عبادت وریاضت کریں، توبہ واستغفار کریں اور یہاں ۷۰ کنکریاں چن لیں، احتیاط کے طور پر ۵ کنکریاں زیادہ لے لیں، تاکہ آپ منی میں قیام کے دوران شیطان کو کنکریاں مار سکیں۔ مزدلفہ میں رات گزارنے کے بعد ۱۰ رویں ذالحجہ کو فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد مزدلفہ سے منی کے لئے روانہ ہو جائیں، منی پہنچ کر اپنے خیمہ میں جائیں، آرام کریں، پھر جمرہ عقبی یعنی بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے کے لئے جائیں یا مزدلفہ سے منی آتے ہوئے کنکری مارتے ہوئے خیمہ واپس آئیں۔ بہرحال زوال سے پہلے تک بڑے شیطان کو کنکری مارنا ضروری ہے۔ کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کریں۔ قربانی کے بعد سر کے بال منڈوالیں یا کٹائیں، اس کے بعد احرام کھول کر اپنے عام کپڑے پہن لیں۔ گیارہویں تاریخ کو ظہر کی نماز کے بعد رمی یعنی کنکریاں مارنے کے لئے جائیں، پھر رمی پہلے جمرہ سے شروع کریں یعنی پہلےشیطان کو ۷ر کنکریاں ماریں، پھر آگے جائیں اور دوسرے جمرہ شیطان کو ۷ر کنکریاں ماریں، پھر تیسرے شیطان کو ۷ر کنکریاں ماریں، پھر ۱۲ر ذی الحجہ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں ماریں۔ پھر خانۂ کعبہ جائیں اور طواف زیارت کریں، طواف زیارت ۱۲ر ذی الحجہ کی عصر تک کر لینا ضروری ہے۔ طواف زیارت کا وہی طریقہ ہے جو پہلے طواف کے طریقے میں بتایا گیا ہے۔ طواف زیارت کے بعد پھر منی چلے جائیں اور ۱۲ رویں ذی الحجہ تک منی میں قیام کریں اور ہر دن تینوں جمرات کو کنکریاں ماریں اور ۱۲ر ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ لوٹ جائیں۔ اگر ۱۳ر ذی لحجہ کو بھی منی میں قیام کا ارادہ ہو تو ۱۳ رویں ذی الحجہ کو بھی تینوں جمرات کو کنکریاں ماریں، پھر مکہ واپس لوٹنے کے بعد اپنے وطن واپسی تک آپ مکہ مکرمہ میں قیام کریں گے۔ اس دوران آپ اپنے اوقات عمرہ، عبادت وریاضت، تلاوت، ذکر واذکار میں گزاریں اور کثرت سے توبہ واستغفار کریں اور اللہ سے استقامت کی دعاء کریں اور وطن روانگی سے پہلے طواف وداع کر لیں۔ اس طرح آپ کا حج مکمل ہو گیا اب جب تک مکہ میں قیام پذیر ہوں پابندی سے باجماعت حرم میں نماز ادا کریں، طواف کریں، ذکر وتلاوت سے اپنے دلوں کو منور کریں۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی

تعلیم و روزگار

امریکہ خلیجی ممالک کے ساتھ دفاعی تعاون کو بڑھا رہا ہے: امریکی حکام

مشرق وسطیٰ کی پالیسی کے لیے امریکی ڈپٹی اسسٹنٹ سیکریٹری دفاع ڈین شاپیرو نے ایک پریس بریفنگ میں کہا ہے کہ امریکہ خلیج تعاون کونسل (جی سی سی) ممالک کے ساتھ دفاعی تعاون کو بڑھا رہا ہے تا کہ خطے کے 'حالیہ برسوں کے سب سے مشکل دور' سے نمٹا جاسکے، عرب نیوز کے مطابق خلیجی فوج کے نمائندوں نے بدھ کو ریاض میں جی سی سی کے صدر دفتر میں سینیئر امریکی حکام سے ملاقات کی، یہ ملاقات ایران کی جانب سے اسرائیل پر بڑے پیمانے پر ڈرون اور بیلسٹک میزائل حملے کے ایک ماہ بعد اور غزہ جنگ پر بڑھتے ہوئے علاقائی تناؤ کے درمیان ہوئی ہے، ڈین شاپیرو نے کہا کہ جی سی سی اور امریکی حکام کے درمیان بات چیت 'پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہے، امریکہ جی سی سی دفاعی ورکنگ گروپس کی جڑیں جی سی سی کے ساتھ امریکہ کی مضبوط شراکت اور علاقائی سلامتی کے مسائل پر تعاون کے لیے ہمارے اجتماعی عزم میں جڑی ہوئی ہیں، 'ایک دہائی سے زیادہ عرصے سے ہم نے بڑے خطرات اور بحرانوں سے نمٹنے کے لیے مل کر کام کیا ہے، امریکہ کی اس شراکت کو مزید گہرا کرنے میں دلچسپی ہے جو ہم نے اپنے خلیجی شراکت داروں کے ساتھ قائم کی ہے (نیوز اردو)

سعودی وزیر خارجہ کی تہران آمد، اعلیٰ قیادت کی طرف سے اظہار تعزیت

سعودی وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن فرحان، شاہ سلمان کے مشیر اور کابینہ کے رکن شہزادہ منصور بن متعب بدھ کو تہران پہنچے، الاخباریہ کے مطابق انہوں نے صدر ابراہیم رئیسی اور ان کے ساتھیوں کی وفات پر ایرانی حکام سے شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور ولی عہد کی طرف سے اظہار تعزیت کیا، سعودی وزیر خارجہ اور شاہ سلمان کے مشیر جب تہران پہنچے تو ایرانی صدر کے ڈپٹی چیف آف سٹاف برائے سیاسی امور محمد جمشیدی اور نئے وزیر خارجہ علی باقری نے ان کا خیر مقدم کیا، ان سے قبل پاکستان کے وزیر اعظم شہباز شریف بھی تعزیت کے لیے تہران پہنچے تھے (نیوز اردو)

جھوٹی خبریں' شائع کرنے پر تیونس میں دو صحافیوں کو جیل

تیونس کی ایک عدالت نے بدھ کے روز دو صحافیوں کو عوامی سلامتی کو نقصان پہنچانے والی جھوٹی خبریں شائع کرنے کے الزام میں ایک ایک سال قید کی سزا سنائی، براڈ کاسٹر برہان بسائس اور سیاسی مبصر مراد زغیدی دونوں ہی آئی ایف ایم ریڈیو سے وابستہ ہیں، ان دونوں کو حکم نامہ 54 کے تحت مئی کے وسط میں گرفتار کیا گیا تھا، یہ حکم نامہ اس قانون کا حصہ ہے جس پر صدر قیس سعید نے ستمبر 2022 میں دستخط کیے تھے، اس قانون کے تحت ایسے افراد سزا کے مستحق ہیں جو دوسروں کو "نقصان پہنچانے" اور "بدنام" کرنے کے مقصد سے "جھوٹی خبریں تیار کرنے یا پھیلانے کے لیے "مواصلاتی نیٹ ورکس کا استعمال کرتے ہیں (ڈی ڈبلیو)

فوجی مشقیں تائیوان کو 'سزا' دینے کے لیے کی جا رہی ہیں: چین

تائیوان کے نئے صدر لائی چنگ تے کے اپنے عہدے کے حلف لینے کے بعد چین نے جمعرات کی صبح تائیوان کے اردگرد فوجی مشقیں شروع کی ہیں، جو جمعے کے روز تک جاری رہیں گی، چینی فوج کی ایسٹرن تھیٹر کمانڈ نے کہا کہ آرمی، بحریہ، فضائیہ اور راکٹ فورسز نے آبنائے تائیوان اور کنمین، ماتسو، ووکیو اور ڈونگین جزائر میں فوجی مشقیں شروع کر دی ہیں، چین کی سرکاری میڈیا ژنہوا کے مطابق یہ فوجی مشقیں مشترکہ سمندری، فضائی جنگی تیاریوں، اچوک حملوں اور حقیقی جنگی صلاحیتوں کو جانچنے کے لیے مربوط کارروائیوں پر مرکوز ہیں، چینی فوج کے ترجمان لی ژی کے مطابق یہ مشقیں "علیحدگی پسندانہ کارروائیوں" کے لیے "سخت سزا" ہیں، جولائی چنگ تے کے صدر کے عہدے کا حلف اٹھانے کے تین دن بعد شروع کی گئی ہیں، انہوں نے ان مشقوں کو "بیرونی طاقتوں کی مداخلت اور اشتعال انگیزی کے خلاف سخت انتباہ" بھی قرار دیا، ماضی میں بیجنگ تائیوان کے صدر لائی کو ایک "خطرناک علیحدگی پسند" کہتا رہا ہے جو اس کے بقول خطے میں "جنگ اور زوال" لائے گا (ڈی ڈبلیو)

برطانوی 'نظام انصاف کی بدترین غلطیوں میں سے ایک' پر معذرت

لندن سے موصولہ رپورٹوں کے مطابق برٹش پوسٹ آفس کی سابقہ چیف ایگزیکٹو پاؤلا وینلز نے 22 مئی کو ایک بہت بڑے اسکینڈل کی چھان بین کے لیے ہونے والی ایک پبلک انکوائری میں اپنا شہادتی بیان دیتے ہوئے ان سینکڑوں متاثرہ اہلکاروں سے معافی مانگ لی، جنہیں ان کے پیشہ وارانہ فرائض کی انجام دہی کے دوران ایک ناقص کمپیوٹر سافٹ ویئر کی وجہ سے غلطی سے سزائیں بھی سنادی گئی تھیں، نیوز ایجنسی اے ایف پی نے اس بارے میں اپنی رپورٹوں میں اس پورے معاملے کو برطانوی 'نظام انصاف کی بدترین غلطیوں میں سے ایک' بتایا ہے، برطانیہ میں 1999ء اور 2015ء کے درمیانی عرصے میں برٹش پوسٹ آفس کے 700 سے زائد اہلکاروں کو اپنے خلاف ایسے عدالتی فیصلوں کا سامنا کرنا پڑا تھا، جن میں انہیں مجرم قرار دے کر سزائیں سنادی گئی تھیں، یہ تمام اہلکار ایسے سب پوسٹ ماسٹرز تھے، جو مختلف علاقوں میں اپنے چھوٹے چھوٹے مقامی ڈاک خانے چلاتے تھے، وہ اپنے ڈاک خانوں میں اکاؤنٹنگ کے لیے ہورائزن نامی ایسا کمپیوٹر سافٹ ویئر استعمال کرتے تھے، جس میں نقص تو تھا، مگر جس نقص کا تب کسی کو علم نہیں تھا، اس خامی کی باعث ہورائزن کی طرف سے دکھایا یہ جاتا تھا کہ جیسے ان ڈاک خانوں کے اکاؤنٹس میں جمع رقوم غائب ہو جاتی تھیں، ایسے 'انکشافات' کے بعد ان سب پوسٹ ماسٹرز کے خلاف مختلف اوقات میں رقوم چوری کرنے اور فراڈ کے الزامات میں عدالتی کارروائیاں کی گئیں اور انہیں سزائیں بھی سنائی جاتی رہیں، سزائیں سنائے جانے کے بعد ان پوسٹ آفس اہلکاروں میں سے کئی دیوالیہ ہو گئے تھے، بہت سے اپنی اپنی برادریوں میں مذمت اور نفرت کا نشانہ بنے، متعدد کو قید کی سزائیں بھی سنائی گئیں اور کم از کم چار افراد نے تو خودکشی بھی کر لی تھی (ایجنسی)

بارہویں پاس کے لئے ہندوستانی فوج میں آفیسر کے 90 عہدے

ہندوستانی فوج نے 10+2 ٹیکنیکل انٹری اسکیم کورس-52 کے لیے غیر شادی شدہ مرد امیدواروں سے درخواستیں طلب کی ہیں، اس کے تحت 90 آسامیوں پر بحالیاں کی جائیں گی، یہ کورس جنوری 2025 سے شروع ہوگا، وہ امیدوار جنہوں نے 12 ویں کا امتحان فزکس، کیمسٹری اور ریاضی کے مضامین میں کم از کم 60 فیصد نمبروں کے ساتھ پاس کیا ہے اور وہ JEE (Mains) 2024 کے امتحان میں شامل ہوئے ہیں اور مقررہ اہلیت کی شرائط کو بھی پورا کرتے ہیں، آپ انڈین آرمی کی سرکاری ویب سائٹ کے ذریعے درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 13 جون 2024 ہے، درخواست کی فیس کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے، ویب سائٹ: www.joinindianarmy.nic.in، ای میل: wm.joinindianarmy@gov.in، ہیلپ لائن نمبر: 011-26173215، 26175473۔

نیشنل ڈیفنس اکیڈمی (NDA) اور نیول اکیڈمی (NA) سے جڑنے کا موقع

یونین پبلک سروس کمیشن (UPSC) نے نیشنل ڈیفنس اکیڈمی (NDA) اور نیول اکیڈمی (NA) امتحان (II) 2024 جاری کر دیا ہے اس کے لیے درخواستیں طلب کی رہی ہیں، اس امتحان سے تینوں فوجوں کے لیے کل 404 افسران کا انتخاب کیا جائے گا، جنہیں نیشنل ڈیفنس اکیڈمی اور نیول اکیڈمی میں تربیت دی جائے گی، اس کا اشتہار نمبر ہے۔ 10/2024-NDA-II۔ صرف غیر شادی شدہ مرد اور خواتین امیدوار درخواست دینے کے اہل ہیں، دلچسپی رکھنے والے اور اہل امیدوار UPSC کی آفیشل ویب سائٹ پر جا کر ان پوسٹوں کے لیے آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، امیدواروں کو 04 / جون 2024 (شام 06:00 بجے) تک آن لائن درخواست بھیجنی ہوگی، درخواست کی فیس 100 روپے ہے، اس کی ادائیگی آن لائن موڈ کے ذریعے کی جا سکتی ہے ST زمرہ کے درخواست دہندگان اور خواتین امیدواروں کے لیے آن لائن درخواست کی آخری تاریخ: 04 جون 2024 (شام 06:00 بجے) تک ہے، ویب سائٹ: www.upsc.gov.in، upsconline.nic.in۔

ٹیلی فون نمبر: 011-23385271 / 011-23381125 / 011-23098543

ایلوپیتھی جونیئر اسپیشلسٹ کے 103 آسامیوں کے لیے نوٹیفکیشن

اروناچل پردیش پبلک سروس کمیشن (APPSC)، ایٹانگر نے 103 آسامیوں پر بھرتی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اس کے تحت ایلوپیتھی جونیئر اسپیشلسٹ کی آسامیوں پر بھرتی کی جائے گی، منتخب امیدواروں کو اروناچل پردیش حکومت کے محکمہ صحت اور خاندانی بہبود میں تعینات کیا جائے گا، اس میں صرف اروناچل پردیش کے اصل باشندوں کو ہی تمام قسم کے تحفظات کا فائدہ ملے گا، دیگر ریاستوں کے تمام زمروں کے امیدوار غیر محفوظ زمرے میں درخواست دینے کے اہل ہوں گے، اہل اور دلچسپی رکھنے والے امیدوار APPSC کی آفیشل ویب سائٹ پر جا کر آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 05 / جون 2024، درخواست کی فیس 200 روپے ہے اروناچل پردیش کے محفوظ زمروں کے لیے 150 روپے، معذور افراد کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، فیس آن لائن ادا کرنی ہوگی، ہیلپ لائن نمبر: 0360-2231457۔ ویب سائٹ: www.appsc.qov.in ای میل آئی ڈی: appsc.helpdesk-arn@gov.in

IRCON انٹرنیشنل لمیٹڈ، نئی دہلی میں مینیجر/الیکٹریکل سمیت چھ عہدوں کے لئے درخواست مطلوب

IRCON انٹرنیشنل لمیٹڈ، نئی دہلی نے مینیجر/الیکٹریکل سمیت چھ عہدوں پر بحالی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، ان آسامیوں پر بحالی کنٹریکٹ کی بنیاد پر کی جائیں گی، واضح رہے کہ یہ تمام پوسٹیں بیک لاگ سے پُر کی جائیں گی، اہل اور دلچسپی رکھنے والے امیدواروں کو بھرا ہوا درخواست فارم منسلک دستاویزات کے ساتھ IRCON کی طرف سے دیئے گئے مقررہ پتے پر بھیجنا ہوگا، ڈاک کے ذریعہ درخواستیں قبول کرنے کی آخری تاریخ 7 / جون 2024 مقرر کی گئی ہے، اس کے لئے قابلیت کم از کم 60% نمبروں کے ساتھ الیکٹریکل انجینئرنگ میں بیچلر ڈگری یا کسی تسلیم شدہ یونیورسٹی/انسٹی ٹیوٹ سے یا اس کے مساوی ہونا ضروری ہے، الیکٹریکل انجینئرنگ میں ڈپلومہ اور متعلقہ شعبے میں ایک سال کام کرنے کا تجربہ بھی مطلوب ہے، حکومتی قوانین کے مطابق عمر کی حد میں چھوٹ دی جائے گی۔

اعلان داخلہ

مولانا منت اللہ رحمانی میموریل ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ (ITI) ایف سی آئی روڈ، پھلواری شریف پٹنہ میں درج ذیل دو سالہ ٹریڈ کے سال 2024 میں داخلہ کے لئے میٹرک پاس طلبہ حسب ذیل نمبرات پر رابطہ کر سکتے ہیں: (۱) الیکٹرونکس (۲) فیٹر (۳) ڈرافٹسمین سول (۴) الیکٹریشین (۵) ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ (۶) پلمبر (ایک سال)

رابطہ کے لئے نمبرات:

9570971277, 9304924575

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مفتی محمد سہراب ندوی

ایران کے صدر، وزیر خارجہ اور ان کے رفقاء کی حادثاتی موت افسوسناک۔امیر شریعت

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کی طرف سے ایران کے صدر سمیت دیگر رہنماؤں کی حادثاتی موت پر تعزیت مسنونہ

ایران کے صدر آیت اللہ ابراہیم رئیسی، وزیر خارجہ ڈاکٹر حسین امیر عبد اللہیان اور ان کے رفقاء کی ناگہانی حادثاتی موت پر امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ و سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے گہرے غم کا اظہار کیا اور حکومت ایران کو تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مصیبت کی اس گھڑی میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ، ہند کے ہم تمام ذمہ داران، منتظمین اور کارکنان آپ سب کے غم میں برابر کے شریک ہیں، یہ حادثہ ہم سب کے لئے تکلیف دہ اور تشویشناک ہے، حضرت امیر نے اپنے بیان میں فرمایا کہ یہ دونوں شخصیتیں ایران کے لئے بہت اہم تھیں اور بعض جہت سے عالم اسلام کے لئے بھی قدرے غنیمت تھیں، صدر عالی مرتبت نے مملکت ایران کو اقتصادی اعتبار سے مضبوط کرنے کے لئے کئی اہم اقدامات اور متعدد اہم بین الاقوامی معاہدات کئے تھے، اسی طرح خطے میں اور عالمی سطح پر مظلوم فلسطین کی حمایت کی راہ ہموار کرنے کی مسلسل کوشش کرتے رہے، جس کا اثر عالمی منظر نامے پر چھا پڑا، خطے میں اسلامی اتحاد کی راہ ہموار کرتے ہوئے سعودی عرب و دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات کو بہتر کرنے کی کوشش کی، بلاشبہ ان کے یہ اقدامات ایران اور عالم اسلام دونوں کے لئے اہم اور نتیجہ خیز ہیں، ان کے اس سفر میں شریک وزیر خارجہ بھی ان کے اہم معاون اور شریک کار تھے، اسلئے موجودہ پس منظر میں یہ حادثہ ایران اور خطے کے لئے ایک بڑا خسارہ ہے۔

حضرت امیر شریعت نے دعا کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور ان کے جانشیں کو یہ توفیق بخشے کہ وہ حکومت کے کاموں کو عدل وانصاف اور اسلامی تشخص کے ساتھ عالم اسلام کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے آگے بڑھا سکیں، پوری جرأت و ہمت اور فہم و تدبر کے ساتھ وحدت اسلامی کے مشن کو مضبوط کرسکیں اور اسلامی دنیا کو ایسی قیادت نصیب فرمائے جو اسلام کے نظامِ عدل وانصاف اور اسلام کی تعلیمات وہدایات اور اسکی خوبیوں کو دنیا میں متعارف کرا سکے آمین۔

مولانا اختر امام عادل قاسمی کی امارت شرعیہ آمد، دعائیہ نشست کا انعقاد

ملک کے معروف عالم دین اور مشہور فقیہ حضرت مولانا اختر امام عادل صاحب قاسمی بانی و مہتمم جامعہ ربانی منورواشریف سمستی پور کی گذشتہ شب علماء کرام کی ایک جماعت کے ساتھ امارت شرعیہ آمد ہوئی واضح رہے کہ مولانا سفر حج کے مبارک سفر پر تشریف لے جارہے ہیں، اس موقع پر موصوف کی امارت شرعیہ کی میٹنگ ہال میں حضرات علماء کے درمیان مختصر خطاب ہوا، امارت شرعیہ کے نائب ناظم حضرت مولانا مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے حاضرین کے سامنے حضرت مولانا کی علمی خدمات کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ آپ ایک معتبر فقیہ اور جید عالم دین کے ساتھ تصوف وسلوک سے بھی وابستہ ہیں اور کئی پشتوں سے اللہ نے آپ کے آباء واجداد کو خانقاہی نظام سے جوڑے رکھا ہے، آپ کی شرکت بے شمار فقہی و علمی سمیناروں میں ہوچکی ہے، اور آپ کے مقالات وتصنیفات اعتبار کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔

الحمدللہ آپ کی آراء کو استناد کا درجہ حاصل ہے۔محترم موصوف سفر حج کے پر کیف احساسات وجذبات سے لبریز نظر آرہے تھے، آپ نے دعاء کی درخواست پہ علمی نکتہ بیان فرمایا کہ کسی کا آپ سے دعاء کے لئے کہنا دراصل آپ کے اللہ کی جانب متوجہ کرنا ہے، اس لئے کہ دعاء اللہ کی جانب یکسو ہونے اور متوجہ ہونے کا نام ہے آپ نے اپنے اس سفر کے قبول اور آسان ہونے کی علماء وطلبہ سے درخواست کی، مجلس میں موجود امارت شرعیہ کے قاضی شریعت حضرت مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی، امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی مدنی اور مفتی وقاری مجیب الرحمٰن قاسمی معاون قاضی شریعت نے بھی اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا، جامعہ ربانی کے حضرات اساتذہ وعلماء کی ایک جماعت اس موقع پر مولانا کو پٹنہ چھوڑنے آئی ہوئی تھی، جس میں مولانا اخلاق قاسمی، مفتی جاوید قاسمی، مولانا علیم قاسمی، مولانا عبدالماجد قاسمی، اور مفتی مسعود قاسمی کے نام اہم ہیں، دعائیہ مجلس میں امارت شرعیہ کے حضرات علماء مبلغین میں سے جناب مولانا صابر حسین قاسمی، مولانا زین الحق قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام رحمانی، مولانا محی الدین رحمانی اور مولانا احمد حسین قاسمی کے نام قابل ذکر ہیں، مجلس کا اختتام حضرت مولانا اختر امام عادل قاسمی صاحب کی دعاء پر ہوا۔

ملک میں غذائی قلت کی صورتحال تشویشناک

پریا (اجمیر، راجستھان)

جب ترقی یافتہ ہندوستان کا تصور پیش کیا جارہا تھا تو یہ محسوس کیا گیا کہ صحت مند ہندوستان کے بغیر ترقی یافتہ ہندوستان بے معنی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج ترقی یافتہ ہندوستان کے نعرے سے پہلے صحت مند ہندوستان کا نعرہ دیا جاتا ہے۔دراصل، صحت مند ہندوستان کا یہ نعرہ ملک کے بچوں کو مرکز میں رکھتے ہوئے لگایا گیا ہے، کیونکہ جب بچے صحت مند ہوں گے تب ہی ہم ایک خوشحال ملک کے تصور کو سمجھ سکیں گے۔لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حقیقت میں ہندوستان کے بچے خصوصاً دیہی علاقوں کے بچے غذائی قلت سے پاک اور صحت مند ہیں؟ اگرچہ حکومت کی طرف سے جاری کردہ اعداد وشمار غذائی قلت کے خلاف زبردست تضاد کو ظاہر کرتے ہیں، لیکن اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ ہمارے ملک کے دیہی علاقوں میں بھی حاملہ خواتین اور 5 سال کی عمر کے زیادہ تر بچے غذائی قلت سے پاک نہیں ہیں۔سال 2022 میں نیشنل فیملی ہیلتھ سروے کے پانچویں دور کے دوسرے مرحلے کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق پہلے مرحلے کے مقابلے میں معمولی بہتری آئی ہے لیکن اس موضوع پر ابھی سنجیدگی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ بھارت میں اب بھی ہر سال لاکھوں بچے صرف غذائی قلت کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ سروے کے مطابق 32 فیصد سے زائد بچے غذائی قلت کی وجہ سے کم وزن ہیں جبکہ 35.5 فیصد بچے غذائی قلت کی وجہ سے اپنی عمر سے کم دکھائی دیتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ تقریباً تین فیصد بچے انتہائی کم وزن کا شکار ہیں۔ درحقیقت بچوں میں غذائی قلت کی یہ کیفیت ماں کے پیٹ سے ہی شروع ہوجاتی ہے۔دیہی علاقوں میں زیادہ تر خواتین خون کی کمی کا شکار پائی گئی ہیں۔جس کا اثر ان کے پیدا ہونے والے بچے کی صحت پر نظر آتا ہے۔رپورٹ کے مطابق 15 سے 49 سال کی عمر کی خواتین میں غذائی قلت کی سطح 18.7 فیصد بتائی گئی ہے۔

راجستھان میں غذائی قلت کی صورتحال تشویشناک دیکھی گئی ہے۔یہاں کے دیہی علاقوں میں معاشی طور پر کمزور درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے درمیان صورتحال اور بھی سنگین ہے۔ریاست کے اجمیر ضلع میں واقع گاؤں ناچن باڑی اس کی ایک مثال ہے۔ضلع کے گھگھرا پنچایت میں واقع اس گاؤں میں درج فہرست قبائل کالبلیا برادری کی اکثریت ہے۔پنچایت میں درج اعداد وشمار کے مطابق گاؤں میں تقریباً 500 گھر ہیں۔ گاؤں کے زیادہ تر مرد اور خواتین مقامی چونے کے بھٹے پر روزانہ مزدوری کرتے ہیں۔ جہاں دن بھر محنت کرنے کے بعد بھی انہیں صرف اتنی اجرت ملتی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کی کفالت کرسکیں۔یہی وجہ ہے کہ گاؤں کے بہت سے بزرگ مرد وخواتین آس پاس کے دیہاتوں سے بھیک مانگ کر اپنی روزی کماتے ہیں۔کمیونٹی میں کسی کے پاس کھیتی باڑی کے لیے اپنی زمین نہیں ہے۔ان کے خانہ بدوش طرز زندگی کی وجہ سے اس کمیونٹی کے پاس پہلے کوئی مستقل رہائش نہیں تھی۔تاہم بدلتے وقت کے ساتھ اب یہ برادری نسل درنسل بعض مقامات پر مستقل طور پر رہنے لگی ہے۔لیکن ان میں سے کسی کے پاس بھی اپنی زمین لیز نہیں ہے۔

تعلیم کی بات کریں تو اس گاؤں میں اس کا فیصد بہت کم درج کیا گیا ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گاؤں میں کوئی بھی پانچویں جماعت سے زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہے۔شعور کی کمی کے باعث نوجوان نسل تعلیم کی اہمیت سے بھی ناآشنا ہے۔غربت اور بیداری کی کمی کی وجہ سے گاؤں میں غذائی قلت بھی پھیل چکی ہے۔اس حوالے سے گاؤں کی 28 سالہ جمنا باوریا کا کہنا ہے کہ گاؤں کے تقریباً تمام بچے جسمانی طور پر بہت کمزور ہیں۔غربت کی وجہ سے انہیں کبھی بھی غذائیت سے بھرپور خوراک نہیں مل پاتی۔گھر میں دودھ صرف چائے بنانے کے لئے آتا ہے۔وہ بتاتی ہیں کہ اس کے شوہر گھر پر کاغذ کے پیکٹ تیار کرنے کا کام کرتے ہیں۔جس کی وجہ سے بہت کم آمدنی ہوتی ہے۔ایسے میں وہ بچوں کے لیے غذائیت سے بھرپور خوراک کا بندوبست کیسے کرسکتی ہے؟ وہ کہتی ہیں کہ گاؤں کے زیادہ تر بچے پیدائش سے ہی غذائیت کی کمی کا شکار ہیں کیونکہ گھریلو آمدنی کم ہونے کی وجہ سے خواتین حمل کے دوران مکمل غذائیت حاصل نہیں کرپاتی ہیں جس کا اثر پیدائش کے بعد بچوں میں بھی نظر آتا ہے۔وہ خود خون کی کمی کا شکار ہے۔

35 سالہ انیل کیمٹی کا کہنا ہے کہ وہ گاؤں کے باہر چونے کے بھٹے پر یومیہ اجرت پر کام کرتے ہیں۔ جہاں اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ کام کرتی ہے۔لیکن حمل کی وجہ سے وہ اب کام پر نہیں جاتی کیونکہ اسے ہر وقت چکر آتے رہتے ہیں۔ڈاکٹر نے کہا ہے کہ جسم میں غذائیت اور خون کی کمی ہے۔انیل کہتے ہیں کہ پہلے جب میں اور میری بیوی اکٹھے کام کرتے تھے تو گھر کی آمدنی اچھی تھی۔لیکن حمل اور جسمانی کمزوری کی وجہ سے اب وہ کام پر جانے کے قابل نہیں رہی۔ایسے میں گھریلو آمدنی میں بھی کمی آئی ہے۔اب وہ پریشان ہیں کہ وہ اپنی بیوی کو غذائیت سے بھرپور کھانا کیسے کھلائیں گے؟ انیل کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر نے دوائیوں کے ساتھ ساتھ وٹامنز اور آئرن کی گولیاں بھی تجویز کی تھیں جو ہسپتال میں مفت دستیاب تھیں لیکن ساتھ ہی ڈاکٹر نے ان کی اہلیہ کو روزانہ غذائیت سے بھرپور کھانا کھلانے کا بھی کہا ہے جو کہ ان جیسے غریب لوگوں کو دستیاب نہیں ہے۔اس کا انتظام کرنا بہت مشکل ہے۔وہ کہتے ہیں کہ اچھے کھانے کا بندوبست کرنے کے لیے مجھے ساہوکاروں سے قرض لینا پڑسکتا ہے۔اس کا بدلہ چکانے میں نسلیں درکار ہیں۔گاؤں کی 38 سالہ کنچن دیوی کے شوہر مستری کا کام کرتے ہیں۔وہ بتاتی ہیں کہ اس کے تین بچے ہیں۔دو لڑکیاں ہیں جو پرائمری اسکول میں پڑھتی ہیں جبکہ بیٹا گاؤں کی آنگن واڑی میں جاتا ہے۔ان کا بیٹا بہت کمزور لگ رہا تھا۔وہ بتاتی ہیں کہ اس کے شوہر کی آمدنی بہت کم ہے۔ایسے میں بچوں کے لیے غذائیت سے بھرپور خوراک کا بندوبست کرنا ممکن نہیں۔وہ آنگن واڑی جاتا ہے جہاں اچھا اور غذائیت سے بھرپور کھانا ملتا ہے جس کی وجہ سے اس میں اتنی طاقت بچی ہوئی ہے، کنچن کہتی ہیں کہ گاؤں میں غربت کی وجہ سے تقریباً سبھی بچے اس طرح کمزور نظر آتے ہیں۔گھریلو آمدنی کم ہونے کی وجہ سے خاندان بچوں یا حاملہ خواتین کو غذائیت سے بھرپور خوراک فراہم کرنے سے قاصر ہے۔ایک اور خاتون سنگیتا دیوی کا کہنا ہے کہ آنگن واڑی سنٹر کی وجہ سے گاؤں کے بچوں اور حاملہ خواتین کو کچھ حد تک غذائیت سے بھرپور کھانا دستیاب ہے۔حکومت نے آنگن واڑی مراکز چلا کر گاؤں کے بچوں کو کمزور ہونے سے بچایا ہے۔درحقیقت ملک کے دیہی علاقوں میں غذائی قلت کی صورتحال خوفناک ہے۔

اس پر قابو پانے کے لیے ایسی اسکیم چلانے کی ضرورت ہے جس کا براہ راست فائدہ حاملہ خواتین اور بچوں کو ہو۔اس سلسلے میں آنگن واڑی مرکز کے کارکنان اور معاونین یقیناً قابل ستائش کردار ادا کررہے ہیں۔لیکن اس بات پر بھی سنجیدگی سے سوچنے کی ضرورت ہے کہ 1975 میں دیہی علاقوں کے بچوں کو بھوک اور غذائی قلت سے نجات دلانے کے لیے شروع کی گئی آنگن واڑی اپنے قیام کے تقریباً پانچ دہائیوں کے بعد بھی اپنے مقصد کو سو فیصد کیوں حاصل نہیں کرپا رہی ہے؟

Scanned with CamScanner

صوبہ بہار کے پہلے پریمیئر بیرسٹر محمد یونس

اعجاز احمد، ایڈووکیٹ

بیرسٹر محمد یونس کی شخصیت ایک تاریخ ساز شخصیت ہے، ہندوستان کی تاریخ سیاست میں ایک منفرد مقام رکھنے والے اس عظیم مجاہد آزادی کا مطالعہ موجودہ نسل کے بچوں کے لئے نہایت ضروری ہے؛ کیونکہ ایسی شخصیتیں ہی آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ اور حوصلہ بخشنے والی ہوتی ہیں، آں جناب کی پیدائش ایک گاؤں نوبت پور پنیرا ضلع پٹنہ میں مورخہ ۴ر مئی 1884ء کو ہوئی، ان کے والد محترم مختار علی حسن کے دو صاحبزادے بڑے بیرسٹر محمد یوسف اور چھوٹے بیرسٹر محمد یونس تھے، بڑے لڑکے محمد یوسف کو جناب مختار علی حسن نے بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے لندن بھیجا اور محمد یونس کی تعلیم کے سلسلے میں وہ متفکر ضرور تھے؛ لیکن اپنی مالی صلاحیت کے مطابق وہ اپنے دونوں بچوں کو بیک وقت لندن میں تعلیم کا نظم کرتے ممکن نہ تھا، یہی وجہ تھی کہ جناب محمد یونس بڑے متفکر اور پریشان رہنے لگے، وہ نہایت صالح اولاد تھے اور اپنے والد کی پریشانیوں سے بخوبی واقف تھے، دینی تعلیم انہیں جہان آباد کے پپلا گاؤں میں بزرگ امتھوا کے شاہ صاحب استاذ محترم سے حاصل ہوئی، ان کی ماں کا انتقال اُس وقت ہوا جب وہ کافی چھوٹے تھے، اسی وجہ سے ان کی پرورش ان کے قریبی رشتہ دار کے گھر پپلا گاؤں میں ہوئی، عصری تعلیم شہر پٹنہ میں حاصل کی، کالیجٹ اسکول کے بعد پٹنہ کالج سے گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی، بچپن سے ہی وہ کافی ذہین تھے، پڑھنے کے شوق نے انہیں علم قانون کا ماہر بنایا، جب ان کے والد نے انہیں لندن بھیجنے سے منع کر دیا تو مایوس نہ ہوئے؛ بلکہ حوصلہ کو برقرار رکھا، محترم مختار علی حسن نے اپنے بیٹے کی شادی یوسف پور فتوحہ، پٹنہ کے ایک مشہور زمیندار خاندان میں طے کر دی، ان دنوں جناب مولوی عبدالجبار ایڈووکیٹ یوسف پور فتوحہ سے مرزاپور (یوپی) میں منتقل ہو کر وہیں قیام پذیر ہو گئے تھے، ان کے دولڑکے محمد مظفر امام (منصف) اور بیرسٹر محمد یوسف امام مجاہد آزادی کے مشہور و معروف شخصیت ہیں، ایک بیٹی زینت النساء سے مسٹر محمد یونس کی شادی ہوئی، شادی میں ان کی بیوی کو کافی زیورات ملے تھے، اپنی شادی کے بعد انہوں نے اپنی بیوی کے زیورات کو بیچ کر لندن جانے کا فیصلہ کیا اور انہوں نے لندن کے (Middle Temple) سے بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی، بیرسٹ محمد یونس کے بڑے بھائی محمد یوسف پاکستان چلے گئے؛ لیکن مسٹر محمد یونس نے اپنے مادر وطن کو چھوڑنا گوارا نہ کیا اور جد وجہد کرتے رہے۔

مسٹر محمد یونس کے صرف دو صاحبزادے (۱) محمد یٰسین یونس (۲) محمد یعقوب یونس، محمد یعقوب یونس کی پیدائش محمد یٰسین یونس کے نو سال بعد ہوئی، بڑے لڑکے محمد یٰسین یونس کو محمد یونس صاحب نے لندن تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے بھیجا اور انہوں نے بیرسٹری کی تعلیم میں نمایاں کامیابی حاصل کی، وہ اپنے نوجوانی کے عالم میں پٹنہ ہائی کورٹ کے اسٹینڈنگ کاؤنسل بنائے گئے اور بعد میں انہیں ڈسٹرکٹ جج کے عہدے پر مامور کرنے کا فرمان جاری کیا گیا؛ لیکن زندگی ناپائیدار نے ساتھ چھوڑ دیا اور ان کا انتقال 1947ء میں ہی ہو گیا، ان کی شادی مسٹر محمد یونس نے اپنے بڑے سالے منظر امام منصف مرزاپور یوپی کی اکلوتی بیٹی رحمنی یٰسین یونس سے کی تھی، مسٹر محمد یٰسین یونس اپنے پانچ نومولود بچوں کو چھوڑ کر دار فانی سے کوچ کر گئے، ان کے بچوں کی بھی ذمہ داری بیرسٹر محمد یونس نے اپنی زندگی تک بحسن وخوبی نبھائی، چھوٹے بیٹے محمد یعقوب یونس کو بھی انہوں نے وکالت کی تعلیم دی؛ لیکن ان کا شوق کچھ نرالہ تھا، وہ فلمی دنیا میں اپنا نام روشن کرنے کی غرض سے ایک فلم میں کچھ کردار نبھائے، وہ دور ناچنے گانے والوں کے لئے معیوب سمجھا جاتا تھا اسی وجہ سے مسٹر محمد یونس اپنے چھوٹے لڑکے سے ناراض رہتے تھے، مسر محمد یونس کی بیگم زینب النساء کا انتقال پرملال ہو چکا تھا، جس کے بعد انہوں نے دوسری شادی پٹنہ ہاسپٹل کے مشہور و معروف سول سرجن حبیب الرحمٰن مرحوم ارکی جہان آباد کی صاحبزادی عتیقہ خاتون سے کی وہ بھی ان کے قریبی رشتہ داروں میں تھیں۔

عتیقہ یونس کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی، بیرسٹر محمد یونس نے مختلف عدالتوں میں وکالت کی اور انہوں نے ہر جگہ اپنا الگ مقام قائم کیا، ان دنوں صوبہ بہار اور اڈیشہ ایک صوبہ تھا، یہاں ہائی کورٹ نہیں تھے، لوگوں کو اپنے مقدموں کے سلسلہ میں کلکتہ جانا پڑتا تھا اور بڑی پریشانی اٹھانی پڑتی تھی، اسی زمانے میں انگریزی سلطنت نے فیصلہ کیا کہ صوبہ بہار میں ایک ہائی کورٹ کا قیام ہو، پھر کیا تھا بیرسر محمد یونس نے اپنی صلاحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہائی کورٹ کی جگہ کے گرد ونواح زمین جو بالکل بنجر ویران علاقہ سمجھا جاتا تھا زمین کے مالکان سے خریدنی شروع کر دی اور کلکتہ سے آنے والے بنگالی بیرسٹروں اور وکیلوں کے قیام گاہ اور مکانات کے لئے پلاٹنگ کا سلسلہ قائم کیا، فریزر روڈ، نیوڈاک بنگلا روڈ، جمال روڈ، اکزبیشن روڈ میں انہوں نے کافی زمینیں خریدیں اور پٹنہ کے قلب میں واقع ڈاک بنگلہ چوراہے کے سامنے فریز روڈ پر ایک نایاب ہوٹل بنوایا جس کا نام گرینڈ ہوٹل رکھا، صوبہ بہار میں انگریزی طرز کا نایاب ہوٹل انگریزی سلطنت کے عملوں کے ٹھہرنے کی واحد جگہ تھی، جب ان کے مراسم انگریزوں سے ہوئے تو اُنہوں نے مارٹین کمپنی سے بی بی لائٹ (بختیار پور بہار شریف لائٹ ریلوے) ریلوے خریدا، اپنی تجارت کو آگے بڑھاتے ہوئے انہوں نے دولار پور چائے کمپنی قائم کی، پٹنہ کے قلب میں بینک قائم کیا، جس کا نام اورینٹ بینک رکھا، جب جے ڈی ٹاٹا نے پہلی بوئنگ پینجر جہاز اڑائی تو انہیں بھی خیال آیا کہ ایئر لائنس کا قیام عمل میں لایا جائے، اس سلسلے میں اُنہوں نے لندن کا سفر کیا جو ان کی زندگی کا آخری سفر تھا، بیرسٹر محمد یونس ماہر قانون، تاجر، ادیب وشاعر کے ساتھ اچھے سیاست داں بھی تھے، ان کی سب سے بڑی خوبی تھی انسان دوستی، اپنے گاؤں پنہرا کے ہندو مسلمانوں کی فکر، اپنے تمام کاروبار میں اپنے گاؤں اور اہل واقارب کو ملازمت دینا اولین فریضہ سمجھتے تھے، انہوں نے 8ر جون 1926ء میں اپنی تمام جائداد کو وقف کر دیا تھا اور اپنے ذاتی محنت سے کمائی ہوئی عظیم جائیداد موقوفہ کو اپنے وارثین کے علاوہ ملت کا سرمایہ قرار دیا اور اس زمانے میں دندان سازی، بڑھی گری، لوہارگری، زردوزی کے کام کو آگے بڑھانے کی غرض سے ایک ٹیکنیکل ادارہ کے قیام کا منصوبہ پیش کیا اور اپنی جائیداد موقوفہ میں سے 20 یتیموں کی تعلیم وتربیت، طعام وقیام کا نایاب انتظام کیا۔ اپنی لگن اور محنت کے بل بوتے آپ صوبہ بہار کی عظیم شخصیت کے طور پر جانے پہچانے جانے لگے، انہوں نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز اسٹوڈنس یونین کے صدر کی حیثیت سے کی اور کئی برسوں تک بہار اسٹوڈنس یونین کے صدر منتخب ہوتے رہے، پٹنہ میونسپل بورڈ کے لئے منتخب ہوئے، تین مرتبہ بہار قانون ساز کاؤنسل کے ممبر منتخب ہوئے، 1921، 1923ء کے درمیان وہ بہار قانون ساز کاؤنسل کے چیف وہپ بھی رہے، آنجناب نے بھی کانگریس کی رکنیت حاصل کی اور مجاہد آزادی کی خاطر نمایاں کردار ادا کیا، جب سول نافرمانی تحریک شروع کرنے سے متعلق حکیم اجمل خاں، پنڈت موتی لال نہرو اور سردار بلو بھائی پٹیل پٹنہ تشریف لائے تو مسر محمد یونس نے سوراجی جھنڈوں کے ساتھ پٹنہ اسٹیشن پر ان کا استقبال کیا اور اپنے گھر واقع فریزر روڈ گرینڈ ہوٹل میں مہمان بنایا، ہندوستان کی آزادی کی پہلی منزل کو طے کرتے ہوئے اب ملک نے کروٹ لی تھی اور 1935ء ایکٹ پاس ہوا، اس ایکٹ کے مطابق پورے ملک میں ایک انٹریم گورنمنٹ کے قیام کا منصوبہ انگریزی سلطنت نے ہندوستانیوں کے سامنے پیش کیا، ملک میں آباد قوموں کی ہمت نہ تھی کہ انگریزوں کے خلاف کوئی بغاوت کی آواز اٹھاتا، یہ تو مسلمانوں کے آباء اجداد کا ہی حوصلہ تھا کہ انہوں نے انگریزوں کے خلاف ہمہ وقت لوہا لیا اور متواتر جنگیں لڑیں۔

1857ء تک اکیلے مسلمانوں نے جہد آزادی کی لڑائی لڑی، وجہ صاف تھی کہ انگریزوں نے مسلمانوں سے حکومت وسلطنت چھینی تھی، یہی وجہ تھی کہ درد بھی سب سے زیادہ مسلمانوں کو تھا اور اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کو دوبارہ حاصل کرنے کی غرض سے ہمارے علمائے کرام نے اپنے جانوں کے نذرانے پیش کئے اور انگریزوں نے بھی مسلمانوں کو ہی اپنا اصل دشمن قرار دے کر خوب مظالم ڈھائے۔ تاریخ داں لکھتے ہیں کہ جامع مسجد دہلی سے لے کر پشاور تک کوئی بھی درخت ایسا نہ تھا جس پر مسلمانوں کی گردنیں نہ لٹکائی گئی ہوں، اللہ اکبر آج ہم نے اپنے اسلاف کی عظیم قربانیوں کو کیسے بھلا دیا؟، جب 1935ء ایکٹ کے تحت ملک میں انتخابی عمل کی شروعات ہوئی جب بھی ملک میں مسلمان سیاسی طور سے ٹوٹ پھوٹ کے شکار تھے، اس وقت مسٹر محمد علی جناح مسلم لیگ کی کمان سنبھال رہے تھے، ملک کے مختلف پرووِنسوں میں مسلمانوں کی بھی الگ الگ سیاسی جماعت موجود تھی، کانگریس بھی ایک الگ مضبوط سیاسی جماعت تھی اور اس کے اصل لیڈر گاندھی جی تھے، مسلمانوں کو متحد کرنے کی غرض سے مورخہ 10ر مئی 1936ء کو سروزیر حسن کی صدارت میں مسلم لیگ کا ممبئی میں ایک کانفرنس منعقد کیا گیا، اس کانفرنس میں 35 سرکردہ نمائندہ جماعت کے سرپرستوں پر مشتمل ایک پارلیمنٹری بورڈ کے قیام سے متعلق اختیارات مسٹر محمد علی جناح کو سونپا گیا، ساتھ ہی انہیں انتخابی منشور بھی تیار کرنے اور آئندہ ہونے والے انتخابات کے لئے بھی ضروری اقدامات کرنے کی بھی ذمہ داری سونپی گئی، انہوں نے سرکردہ مسلم سیاسی جماعتوں کے لیڈران سے گفتگو کی خاطر مختلف پرووِنسوں کا دورہ کیا اور جماعت علماء ہند کے سکریٹری مولانا احمد سعیدؒ، صوبہ پنجاب میں شفیع لیگ کے لیڈر محمد شفیع، بنگال کے دو مشہور رہنما فضل الحق اور خواجہ نظام الدین، یوپی میں راشٹریہ کسان پارٹی کے لیڈر نواب چھتاری اور بیرسٹر محمد یوسف امام، صوبہ بہار امارت شرعیہ کے امیر اور مسلم انڈیپنڈنٹ پارٹی کے رہنما مولانا سجادؒ اور مسٹر محمد یونس، مسلم اتحاد بورڈ جس کی حیثیت کافی مضبوط تھی اور مرکز میں ایک تہائی نشست حاصل کر چکی تھی ان کے لیڈران سے ملاقتیں کیں۔

جب قوموں کو جوڑنے کی فکر سے مسٹر محمد علی جناح پٹنہ تشریف لائے اور رضوان بلڈنگ (ٹو۔لو۔امام بلڈنگ) کے وسیع وعریض میدان واقع فیروز روڈ جو نولکھا بلڈنگ کے نام سے بھی مشہور ہے میں لوگوں کو خطاب عام کیا اور سبھی لوگوں کو مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کی دعوت دی اور خصوصی طور سے مولانا سجادؒ اور محمد یونس سے مفاہمت کی درخواست کی؛ لیکن صوبہ بہار کے مسلم رہنما ہونے کی حیثیت سے ان لوگوں نے انہیں اطمینان دلایا اور بھرپور بھروسہ پیش کیا جس کے بعد مسر محمد علی جناح نے یہ طے کیا کہ وہ مسلم لیگ کا ایک بھی نمائندہ صوبہ بہار میں کھڑا نہیں کریں گے، یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کا انتشار ختم ہو گیا اور صوبہ بہار میں مسلم انڈیپنڈنٹ پارٹی کی حیثیت 1937ء کے انتخاب میں نمایاں ہو کر سامنے تھی، کانگریس کی تعداد اس لئے زیادہ تھی کہ آبادی کے لحاظ سے ہندو آبادی زیادہ تھی اور Separate Electorate اور Personal Repersantation کے مطابق ہندوؤں نے اپنے ہندو نمائندوں کو ووٹ دیا تو مسلمانوں نے مسلم نمائندہ کے حق میں ووٹ ڈالا جب کہ کانگریس پارٹی نے اس وقت بھی جگہ جگہ سے مسلم نمائندوں کے خلاف اپنے کانگریسی مسلم نمائندوں کو کھڑا کرنے کا کام کیا تھا؛ لیکن پھر بھی دوسرے نمبر کی پارٹی کے طور سے مسلم انڈیپنڈنٹ پارٹی جیت کر سامنے تھی اور کانگریس کا ایک دو مسلم نمائندہ کے علاوہ سبھی مسلم امیدواروں کی ہار ہوئی۔

انتخابات کے بعد پارٹی میں پارٹی لیڈر کے انتخاب کا عمل پیش ہوا، پارٹی لیڈر کے لئے میدان میں دو امیدوار آمنے سامنے تھے، پہلے بیرسٹر محمد یونس اور دوسرے ملک محمود، دونوں لیڈران کو 12، 12 عدد برابر ووٹ حاصل ہوئے، جس کے بعد پارٹی جنرل سکریڑی کی حیثیت سے جناب سید محمد ولی الحق شاہو بگھوی جو مزاحیہ شاعر اسرار جامعی صاحب کے والد تھے نے ایک قیمتی ووٹ بیرسٹر محمد یونس و دیگر پارٹی کے لیڈر کی حیثیت عطا کر دی، سب سے بڑی پارٹی ہونے کی حیثیت سے گورنر نے کانگریس کو حکومت سازی کیلئے مدعو کیا؛ لیکن کانگریس نے گورنر کے اختیارات کی زیادتی کو گھٹانے کی شرط رکھی مگر فرنگی سلطنت نے اسے انکار کر دیا جس کی وجہ سے کانگریس نے حکومت سازی سے منع کر دیا (بقیہ صفحہ آئندہ)

Scanned with CamScanner

ہندوستانی دستور کتنا با اختیار؟

تاریخ ہند نے آزادی سے پہلے جد و جہد آزادی میں کئی نشیب وفراز دیکھے ہیں۔کئی مرتبہ جنگ آزادی کے دوران ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ انگریزوں کو اس ملک سے مار بھگانا ناممکن نظر آرہا تھا۔خاص کر 1857ء جس میں مجاہدین آزادی کو ''جلیان والا باغ'' میں بندوق کی گولیوں سے انگریز فوج نے سفا کی کی انتہا کرتے ہوئے شہید کر دیا تھا۔سینکڑوں کے سینوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا جس میں 400 سے زیادہ مسلمان علمائے کرام بھی تھے۔

خلافت تحریک،ستیہ گرہ، بھارت چھوڑو آندولن جیسے ولولہ انگیز احتجاجوں نے ہندوستان کی قسمت ہی بدل دی اور بالآخر 15 اگست 1947ء کو ہند آزاد ہوا۔پھر 26 جنوری 1950ء میں ہند کا دستور بابا صاحب امبیڈکر نے بنایا۔ ہندوستان کا عوامی دستور جس کی تحریر شروع ہوتی ہے We the People of India سے اور ہندوستان کی جڑیں Secularism اشتراکیت کی بنیاد پر رکھی گئی۔تمام ہندوستانیوں کو مذہبی آزادی، یکسانیت 21 اور 14 آرٹیکل کے تحت بنیادی حق دیا گیا۔

تقریباً 72 سال قبل ہمارے وطن عزیز کا دستور پہلی مرتبہ 26 جنوری 1956ء کو نافذ العمل ہوا۔ یہ 146,385 الفاظ پر مشتمل ایک ضخیم دستور ہے اور اسے ساری دنیا میں پسند کیا گیا۔ حالیہ عرصہ کے دوران سارے ملک اور ساری دنیا نے طلبہ کے احتجاجی مظاہروں کا مشاہدہ کیا اور ان مظاہروں میں دستور کا موضوع بار بار اُٹھتا رہا یعنی دستور موضوع بحث رہا۔مظاہرین اپنے دفاع میں دستور کا دیباچہ یا تمہید بار بار پڑھ رہے ہیں۔احتجاجیوں کا ماننا ہے کہ ملک میں فی الوقت دستور کے بنیادی اصولوں کو کمزور کیا جارہا ہے اور یہ کوئی اور نہیں بلکہ حکومت کر رہی ہے۔ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے کہ دستور ہند کی بقاء کے بارے میں خدشات ظاہر کئے گئے بلکہ دستور ہند کے وجود میں آنے کے بعد وقفہ وقفہ سے اس کی بقاء کو لاحق خطرات کے بارے میں خدشات ظاہر کئے جاتے رہے ہیں۔26 جنوری 1950ء کو پہلی مرتبہ ہمارا دستور نافذ العمل ہوا۔اگر ہم یہ کہتے ہیں تو بے جانہ ہوگا کہ دستور ہند کی جو عمر ہے، وہ اپنے آپ میں خود ایک مثال ہے۔خاص طور پر جب ہم قومی دستور سے متعلق عالمی تجربہ سے دستور ہند کا تقابل کرتے ہیں۔امریکن اسکالرز زچاری ایلکنس ٹام گنسبرگ اور جیمس میلٹن نے سال 2009ء میں (قومی دستور کی بقاء) کے زیر عنوان ایک کتاب لکھی اس میں بتایا گیا کہ دستور 1789ء سے اوسطاً صرف 17 برس ہی باقی رہا جبکہ جنگ عظیم دوم کے بعد جو نوآبادیات نے آزادی حاصل کی، ان ممالک کے دستور خاص طور پر مجہول رہے۔ مثال کے طور پر پاکستان، اس کے تین مختلف دستور ہے اور اس ملک نے زیادہ عرصہ بغیر دستور کے گذارا۔جنگ عظیم دوم کے فوری بعد جن 12 ایشیائی ملکوں نے آزادی حاصل کی اور دستور کا مسودہ تیار کیا، ان میں سے صرف تین ملکوں کے دستور باقی ہے اور یہ تین ملک ہندوستان، تائیوان اور جنوبی کوریا ہیں۔ان امریکی اسکالرز نے ہندوستانی دستور کی بقاء کیلئے اس کے ڈیزائن اور اس کی دیکھ بھال (جس طرح آزادی کے بعد ہمارے قائدین نے اس کے تحفظ کا خیال رکھا اور اس کی تدوین) کو ذمہ دار قرار دیا۔دستور کی تیاری یا دستور سازی کا آغاز آزادی سے قبل 1946ء میں ہو چکا تھا۔اس کی تیاری یوں ہی عمل میں نہیں آئی بلکہ تقریباً 300 ارکان پر مشتمل ایک منتخبہ دستور ساز اسمبلی نے چار برسوں تک اس پر مسلسل مباحث کئے اور دستور کے ہر نکتہ اور ہر پہلو پر تفصیلی غور وخوض کیا۔دستور ساز اسمبلی کے ان ارکان نے خود ہندوستان کے آئیڈیا سے لے کر وفاقیت کی تمام پیچیدگیوں کا بغور جائزہ لیا اور ایک طویل عرصہ تک بحث ومباحثوں کے بعد ہندوستان کا دستور پائے تکمیل کو پہنچا۔ ہندوستان کے دستور کو دنیا کا ضخیم دستور کہا جاتا ہے جو 146,385 الفاظ پر مشتمل ہے۔ بلاشبہ دنیا کے دیگر ممالک کے دستور سے کئی گنا ضخیم ہے۔تقابلی دستور پراجیکٹ (CCP) کے ڈیٹا میں دستور ہند کے متعلق مذکورہ نکات پیش کئے گئے ہیں۔دستور ہند ضخامت کے معاملے میں سب سے آگے لیکن اس کیلئے کوئی مواقع نہیں۔تمام دستور حکمرانی کے اصول اور چوکھٹے قائم کرتے ہیں، لیکن گہرائی اور چوڑائی میں مختلف ہوسکتے ہیں۔تقریباً تمام دستور مثال کے طور پر فوج اور مسلح فورسز کے حوالہ دیتے ہیں لیکن چند ہی ایسے دستور ہیں جن میں فن اور فنکاروں کا حوالہ پایا جاتا ہے۔ CCP کے مطابق دنیا بھر کے ملکوں میں جو دستور ہیں، ان میں اکثر 70 بڑے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے، کسی بھی ملک کے دستور نے تمام 70 موضوعات کا احاطہ نہیں کیا تھا تاہم چند ایک ملکوں کے دستوروں میں 70 کے قریب موضوعات شامل کئے گئے ہیں۔ کینیا اور زمبابوے کے دستور مثال کے طور پر ان موضوعات کا 80% احاطہ کرتے ہیں۔ دستور ہند میں 60% موضوعات کا احاطہ کیا گیا تاہم عالمی اوسط کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ 58% بنتا ہے۔دستور کا مرکزی فعل یا کام حکمرانی کی تین شاخوں کو علیحدہ کرنا اور انہیں ان کے فرائض تفویض کرنا ہوتا ہے اور حکمرانی کی یہ تین شاخیں مقننہ، عاملہ اور عدلیہ ہیں اور حس انداز میں دستور یہ کام انجام دیتا ہے، بالآخر ملک کی سیاست، معاشرہ یہاں تک کہ معیشتوں کی تعریف کرتا ہے۔مثال کے طور پر 2004ء میں اسٹڈی کی گئی جس میں ٹارٹسن پرسن اور گیڈو ٹیبلینسی نے پایا کہ ایسے دستوری قواعد جو ایک پارلیمانی جمہوریت تشکیل دیتے ہیں، ان میں ایسے دستوروں کی بہ نسبت جو صدارتی نظام قائم کرنے میں بہتر اقتصادی کارکردگی اور معاشی نمو کو فروغ دینے والی پالیسیوں کے ساتھ جڑے رہنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں دستور ساز اسمبلی نے پارلیمانی نظام اور صدارتی نظام کے درمیان انتخاب کو لے کر کافی مباحث ہوئے۔ممتاز مورخ رام چندر گوہا نے اپنی انگریزی کتاب'' (ہندوستان، گاندھی کے بعد: دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کی تاریخ) میں لکھا ہے کہ ماہرین اور عوام کا ایقان ہے کہ متنوع تہذیب کے حامل اس ملک میں ایک محفوظ حکومت کی ضرورت ہے اور کسانوں کا احساس ہے کہ صرف پارلیمانی نظام ہی مضبوط حکومت فراہم کرسکتا ہے، اس لئے زیادہ تر برطانوی پارلیمنٹ کی بنیاد پر ہندوستان نے ایک ایسا نظام اپنایا جہاں منتخب قانون ساز قوانین کی تدوین کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور ایگزیکٹیو حکومت کے انتظامی سربراہ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا ہے اور ایک آزاد عدلیہ قوانین کی برقراری کی ذمہ داری ہوتا ہے۔کئی دوسرے ملکوں نے اسی طرح کے سسٹمز یا نظام اپنائے ہیں، لیکن ہر شاخ جو اختیار رکھتی ہے، وہ مختلف ہوتے ہیں اس فرق کی مدت کو ظاہر کئے۔سی پی آئی نے 190 ممالک کیلئے ان کے دستور کی بنیاد پر مقننہ کے اختیارات، عاملانہ اختیارات اور عدلیہ کی آزادی کے جامع اقدامات کئے۔اس تجزیہ کے مطابق مثال کے طور پر ہندوستانی مقننہ پاکستانی اور امریکی مقننہ سے کم با اختیار ہے لیکن برطانیہ کے مقابل زیادہ طاقتور ہے۔ بحیثیت مجموعی یہی کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستانی مقننہ 190 ملکوں کی بہ نسبت کم طاقتور ہے لیکن اس کی عاملہ کو بہت زیادہ اختیارات اور عدلیہ کو عالمی اوسط کے مقابل عظیم تر آزادی حاصل ہے۔

کسی بھی قانون کا بنیادی مقصد شہریوں کے بنیادی حقوق کی حفاظت ہے۔اس کے لئے شہری حقوق کے نمائندے امریکہ اور فرانس کے دستور سے جستجو حاصل کرتے ہیں لیکن جہاں امریکہ کا دستور 35 حقوق کو منظور کرتا ہے، وہیں ہندوستانی دستور 44 حقوق کو منظوری دیتا ہے۔ یہ بات ہم نہیں بلکہ سی سی پی ڈیٹا کہتا ہے اگر چہ یہ عالمی حقوق کے اوسط 50 فیصد سے کم ہے۔حقوق میں سے چند دستوری حقوق مثال کے طور پر تعلیمی حقوق دستور کی ترمیم کے بعد ہی حاصل ہوئے ہیں۔دستور یا آئین میں تبدیلی ہندوستانی دستور کی بقاء کے لئے ایک بہت ہی اصل حقیقت تصور کی جاتی ہے۔ ہندوستانی دستور میں ابتداء سے اب تک 103 بار ترمیم کی جاچکی ہے اور سب سے حالیہ ترمیم اگست 2019 میں کی جاچکی ہے۔اس سے ہٹ کر یا اس کے برعکس امریکی دستور آخری بار 1992ء میں ترمیم کیا جاچکا ہے اور وہ صرف 27 مرتبہ ترمیم کیا گیا ہے۔ بہر حال موجودہ حالات میں دستوری ترامیم اور شہریت ترمیمی قانون کے خلاف ہندوستان بھر میں جو احتجاجی مظاہرے ہوئے ہیں اسی سے دستور کو لاحق سنگینی کا احساس ہوتا ہے۔شہریت ترمیمی قانون بناتے ہوئے بنیادی حقوق اور آرٹیکل 14 میں دیئے گئے ''مساوات'' کے حق کو صلب کرلیا گیا۔ جمہوریت کی یہ اعلیٰ شان ہے کہ حکمراں عوامی رائے اور عوامی اُمنگوں کا احترام کرتے ہیں لیکن مرکزی حکومت لگتا ہے کہ تانا شاہی طرز پر چل رہی ہے چنانچہ اس بل کے خلاف زبردست اور مسلسل احتجاج کے باوجود حکومت یہ اعلان کرتی ہے کہ وہ اس بل کو ہرگز واپس نہیں لے گی۔

کیا اس حقیقت سے کسی انکار ہوسکتا ہے کہ دنیا کی ایک عظیم جمہوریت آج وقت کے بدترین دور سے گذر رہی ہے، جن لوگوں نے دستور کی پابندی اور حفاظت کا حلف لیا تھا، وہی اس کے دستور کے ساتھ دغا اور بے وفائی کر رہے ہیں، دستور کی عظمت اور احترام کو تار تار کر رہے ہیں، دستور کی روح اور اس کے مطلوبہ کردار کو داغدار کرنے میں لگے ہیں۔اقتدار کپندار اور سحر نے انہیں ملک کی سلامتی اور یکجہتی سے بے گانہ کر دیا ہے، ان کی انانیت نے سارے ملک کی سلامتی اور یکجہتی سے بے گانہ کر دیا ہے، ان کی انانیت نے سارے ملک کو بے چینی اضطراب اور غیر یقینی صورتحال سے دوچار کر دیا ہے۔ یقیناً یہ بات خوش آئند اور باعث اطمینان ہے کہ ملک بھر میں موجودہ صورتحال کو لے کر یک گونہ بیداری اور ہوش مندی پیدا ہو چکی ہے اور برادران وطن کے ساتھ اہل ایمان بھی شانہ بہ شانہ ملک کی صورتحال کو بہتر بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔(ماہنامہ ہدیٰ ٹائمز بیورو 20رفروری 2020ء)

بقیہ: بہار کے پہلے پریمئر ......

اب دوسری بڑی پارٹی ہونے کی حیثیت سے گورنر نے مسلم انڈیپنڈنٹ پارٹی کے لیڈر مسٹر محمد یونس کو حکومت سازی کیلئے دعوت دی اور اس طرح بیرسٹر محمد یونس صوبہ بہار کے پہلے پریمیئر کی حیثیت سے منصب وزیر اعظم پر فائز ہوئے، اس وقت ہر پروونس میں وزیر اعظم کا عہدہ ہوا کرتا تھا، مسٹر محمد یونس نے اپنے دور وزارت میں کارہائے نمایا پیش کیا اور مختلف ذاتی مصروفیات کے باوجود قوم وملت کے علاوہ ملک اور ملک کی عوام کی خاطر انصاف اور عدل قائم کیا، انہوں نے اپنے دور وزارت میں تین اہم عمارتوں کی تعمیر کروائی، بہار قانون ساز اسمبلی اور بہار قانون ساز کاؤنسل کے علاوہ سول کورٹ پٹنہ کی عمارت کا سہرا انہیں کے سر ہے، ان عمارتوں پر درج تاریخ اس بات کی غمازی کرتی ہے؛ لیکن افسوس کہ ان عمارتوں کے معمار کو ہم نے بھلادیا، بیرسٹر محمد یونس نے بہار قانون ساز اسمبلی میں کچھ اہم فیصلے لئے وہ قابل ستائش ہیں، انہوں نے ☆ دستور جدید انڈیا ایکٹ 1935ء کی خامیوں کے پیش نظر ایک ترمیمی بل پیش کیا جسے تین دنوں کے گرما گرم بحث ومباحثہ کے بعد مخالف کانگریس پارٹی نے محمد یونس سے مفاہمت کی، جس کے بعد ہندوستان موجودہ شکل میں موجود ہے ☆ اگریکلچر انکم ٹیکس بل، اس کے تحت مسلم اوقاف کو ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا گیا ☆ مسلمانوں کے قومی ومذہبی تحفظات بل پیش کئے ☆ میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈ میں مسلمانوں کی نمائندگی سے متعلق مسودات کو واضح طور سے پیش کیا ☆ مسلم اوقاف کی نگرانی اور تحفظ کے بل لائے ☆ اردو رسم الخط کو پہلی سرکاری زبان کا درجہ عطا کرتے ہوئے آرڈر جاری کر دیا کہ! کافی غور وخوض کے بعد وزارت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کوئی وجہ نہیں کہ اردو تحریر کے استعمال کی اجازت پٹنہ کمشنری (جہاں پہلے سے تحریر کی اجازت تھی) سے باہر بھی کیوں نہ دی جائے۔''لہٰذا فیصلہ کیا جاتا ہے کہ ماہ جون 1937ء سے تمام عدالتوں اور دفاتر میں اردو تحریر مستقل بنیاد پر جاری کر دی جائے، مسٹر محمد یونس کے تاریخی کارنامے ہیں جسے انہوں نے اپنے دور وزارت میں بحسن وخوبی انجام دیا، اس وقت ان کے اعزاز میں ایک جلسہ انجمن اسلامیہ ہال پٹنہ میں منعقد کیا گیا تھا، اس کے بعد کسی نے زحمت گوارا نہ کیا کہ آنجناب کو بھی یاد کیا جائے، اس عظیم شخصیت سے متعلق خواص وعام کے ذہن سے تمام خاکے مٹ چکے تھے، ایسے میں مورخہ 2 رجون 2008، کو اسی تاریخی انجمن اسلامیہ ہال پٹنہ میں دوسری باران کی یاد میں ایک عظیم جلسہ خود میں نے منعقد کیا اور حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ کی صدارت میں ان کے کارناموں کو یاد کیا گیا جس میں محمد یونس ایوارڈ کے طور پر چاندی کے تمغوں سے چند سرکردہ رہنماؤں کو بھی نوازا گیا، ساتھ ہی حکومت وقت سے ان کی سرکاری طور پر یاد منانے کی درخواست کی، وہیں نتیش حکومت سے یہ بھی مانگ رکھی کہ وزیر اعلیٰ کی تختی میں سرے فہرست ان کا نام اندراج کرے۔

بیرسٹر محمد یونس کامیاب قانون داں، مفکر، قومی رہنما، اچھے تاجر اور سیاست داں کے ساتھ ساتھ ادیب وشاعر بھی تھے، انہوں نے کلام یونس اور پیام محبت دو نظم لکھی۔ان کی مذہبی ذہنیت کا ہی نتیجہ تھا کہ انہوں نے اپنی تمام جائیداد کو قوم وملت کے نام وقف کر دیا اور نادار یتیم بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ طعام وقیام کا بھی انتظام کیا، مسٹر محمد یونس کو اگر "جامع الصفات کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا، ان کی ہمہ گیر شخصیت کے لئے میر کا یہ شعر بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں ☆☆ تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

Scanned with CamScanner

بیت المقدس مسلمانوں کی مذہبی میراث

مفتی امانت علی قاسمی

اس روئے زمین پر اللہ کا پہلا گھر خانۂ کعبہ ہے اور دوسرا خانۂ خدا مسجد اقصی ہے، ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا یا رسول اللہ! سب سے پہلی مسجد کون سی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا مسجد حرام، سوال ہوا اور دوسری؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد اقصی، پوچھا گیا ان دونوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چالیس سال کا۔ یہ مسئلہ علماء کے درمیان اختلافی ہے کہ مسجد حرام کی تعمیر سب سے پہلے کس نے کی؟ ایک روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اور ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے۔ اسی طرح اس میں بھی اختلاف ہے کہ مسجد اقصی کی تعمیر سب سے پہلے کس نے کی ہے؟ ایک قول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اور دوسری روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے۔ لیکن زیادہ صحیح یہ ہے خانۂ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم نے اور بیت المقدس کی تعمیر حضرت یعقوب علیہ السلام نے کی ہے، اس لیے کہ ان دونوں کی عمر میں چالیس سال کا فاصلہ ہے، جب کہ حضرت ابراہیم اور حضرت سلیمان کی عمر میں کئی سو سال کا فاصلہ ہے۔

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے، مکہ میں تیرہ سال اور مدینہ ہجرت کرنے کے بعد سولہ یا سترہ مہینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے، اس لیے مسجد اقصی مسلمانوں کا قبلہ اول ہے، جس طرح مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے اسی طرح مسجد اقصی میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے، مسجد حرام کی بنسبت مسجد اقصی میں ایک چوتھائی ثواب ملتا ہے، ایک روایت میں ہے مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک ہزار نمازوں کا ملتا ہے اور مسجد اقصی میں ڈھائی سو نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کی امامت فرمائی ہے، سفر معراج کی پہلی منزل بیت المقدس ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ معراج پر تشریف لے جاتے وقت ہی آپ نے انبیاء کی امامت فرمائی تھی۔ جب کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں فجر کی نماز میں انبیاء کی امامت فرمائی، ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبادت کی نیت سے کسی مسجد کا سفر کرنا درست نہیں ہے، سوائے تین مساجد کے: مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی یہ وہ وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر بیت المقدس سے مسلمانوں کا رشتہ ایمانی اور مذہبی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ مسلمان بیت المقدس کو فتح کر لیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی بہت جلد پوری ہوگئی اور 14 میں حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں حضرت عبیدہ بن الجراحؓ نے لشکر کشی کی اور فلسطین کا محاصرہ کرلیا، اس وقت اس کا نام ایلیا تھا، چالیس روز کے محاصرے کے بعد یہودی مصالحت کے لیے تیار ہو گئے، لیکن ان کی شرط تھی کہ مصالحت پر دستخط مسلمانوں کے خلیفہ خود آ کر کریں، حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا اور فلسطین تشریف لے آئے اور معاہدہ پر دستخط فرمادیے، جس کی رو سے بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا اور یہودی جزیہ دے کر مسلمانوں کے زیر سایہ رہنے لگے۔

ایک زمانے تک بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ میں رہا، پانچویں صدی ہجری میں سلجوقی حکومت کا فاطمی حکومت سے مقابلہ ہوا اور فاطمیوں نے ان سے بیت المقدس اپنی تحویل میں لے لیا، اس کے بعد ۴۹۳ھ میں پہلی صلیبی جنگ ہوئی اور بیت المقدس صلیبیوں کے ہاتھ میں چلا گیا، اس کی بازیابی کے لیے اللہ تعالی نے سلطان صلاح الدین ایوبی کو پیدا فرمایا، صلاح الدین ایوبی یہ دیکھ کر کہ جس بیت المقدس کے ساتھ مسلمانوں کا والہانہ رشتہ رہا ہے، آج وہ غیروں کے ہاتھوں میں ہے وہ تڑپ جاتے ہیں، ان آنکھیں نم ہو جاتی ہیں، ان کے چہروں پر ہمیشہ غم کے آثار رہتے ہیں بالآخر وہ ایک مضبوط فوج تیار کر کے بیت المقدس کی بازیابی کا عزم مصمم کر لیتے ہیں اور سلطان کے عزم و استقلال کے آگے صلیبی فوجیں ڈھیر ہو جاتی ہیں، مقابلہ تو خوب ہوتا ہے، مسلمان بڑی تعداد میں شہید ہوتے ہیں، عیسائی بیت المقدس کے اردگرد بہت مضبوط قلعہ تعمیر کرتے ہیں، جسے عبور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، لیکن ایوبی کی ہمت اور عزیمت کے آگے مضبوط قلعہ مسمار ہو جاتا ہے اور نوے سال کے عرصے کے بعد ۵۸۳ھ میں بیت المقدس پر دوبارہ اسلامی پرچم لہرانے لگتا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے بیت المقدس کے فتح ہونے کے بعد وہاں ایک مصلی تعمیر کروایا تھا، پھر اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان نے اس سادہ مصلی کو از سر نو تعمیر کرایا اور اس کے شمالی جانب میں ایک قبہ بھی تعمیر کرنے کا حکم دیا، لیکن ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور یہ کام ان کے ہاتھوں تکمیل کو نہ پہنچ سکا، پھر ان کے بیٹے ولید بن عبد الملک نے المصلی الجامع اور قبۃ الصخرا کو عالی شان انداز میں تعمیر کیا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ بیت المقدس ایک بہت بڑے احاطہ کا نام ہے، جس کی چاروں طرف سے مضبوط دیواروں کے ذریعہ گھیرابندی کی گئی ہے اور یہ حصہ غیر مسقف ہے، اس میں المصلی الجامع اور قبۃ الصخرا کے علاوہ اور بھی چیزیں تعمیر کی گئی ہیں اور ہر دور میں مسلم حکمرانوں نے مسجد حرام کی طرح بیت المقدس کی تعمیر و تزئین کاری کے ذریعہ فن تعمیر کی عظیم شاہ کاری کا مظاہرہ کیا ہے، آج کل جو بیت المقدس کی تصویر دکھائی دیتی ہے وہ درحقیقت قبۃ الصخرا کی تصویر ہے، بیت المقدس تو بہت بڑے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔

یہودیوں کے سلسلہ میں اتنا کہہ دینا کافی ہے اسلام کے ابتدائی زمانہ سے وہ مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں، انہوں نے عہد نبوی میں بدعہدی کی، اس کے علاوہ اسلام کو جس طرح نقصان پہنچا سکتے تھے اس سے دریغ نہیں کیا، قرآن نے ان کی عداوت و دشمنی کے سلسلے میں مختلف آیتیں نازل کی ہیں، یہودی فلسطین پر اپنا حق مانتے ہیں اور بیت المقدس کی جگہ پر ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہتے ہیں، اسلام سے قبل یہودی فلسطین میں آباد تھے، لیکن ۱۳۵ء میں رومی شہنشاہ ہیڈریان نے یہودیوں کو فلسطین سے جلاوطن کر دیا تھا، ۱۷۰۰ برس تک یہودیوں کو یہاں آباد ہونے کی اجازت نہیں تھی، اس مدت میں صرف نوے سال تک بیت المقدس عیسائیوں کے قبضہ میں رہا، سب سے پہلی مرتبہ ۱۸۸۰ء میں کچھ یہودی خاندان فلسطین میں آکر آباد ہوئے، پھر ۱۸۹۷ء میں یہودی تحریک معرض وجود میں آئی، جس کا مقصد فلسطین پر قبضہ کرنا اور ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا تھا، ۱۹۰۱ء میں ہرٹزل نے ترکی خلیفہ سلطان عبدالحمید کو لالچ دیا، اس وقت فلسطین خلافت عثمانیہ کی ماتحتی میں تھا کہ آپ فلسطین میں یہودیوں کے مملکت کے قیام کی اجازت دے دیجیے، یہودی ترکی کا سارا قرضہ چکا دیں گے۔ لیکن سلطان عبدالحمید نے نہ صرف ان کے پیش کش کو ٹھکرا دیا، بلکہ ان کی غیرت ایمانی جوش میں آگئی، انہوں نے کہا ہم اس وطن کی ایک بالشت زمین بھی اس وقت تک نہیں دیں گے جب تک کہ اس پر ہمارا خون نہ بہ جائے، یہودی اس بات پر سلطان کے مخالف ہو گئے اور ۱۹۰۸ء میں سازش کے ذریعہ ان کو معزول کر دیا گیا ۱۹۱۴ء میں جب پہلی جنگ عظیم برپا ہوئی تو برطانیہ نے دوقومی نظریہ کے ذریعہ عربوں اور ترکوں میں منافرت پیدا کردی اور عرب برطانیہ کے اور ترکی جرمنی کی حلیف ہو گئے، اس دوران وائزمین نامی ایک یہودی نے برطانیہ کو یہ پیش کش کی کہ اگر جرمنی پر فتح کی صورت میں فلسطین میں یہودیوں کا قومی وطن بنا دیا جائے تو یہودی اس جنگ کا سارا خرچہ برداشت کرنے کو تیار ہیں اور ۱۹۱۷ء میں یہ خفیہ معاہدہ ہوگیا، جسے تاریخ میں اعلان بالفور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یہ معاہدہ برطانیہ دھوکے بازی اور بربریت کا عملی ثبوت ہے اور یہ وہ بدنما داغ ہے جسے انگریز کبھی دھو نہیں سکتے، اس لیے کہ عربوں کی زمین پر انگریزوں کو فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا ہے، پھر وہ انگریز شریف مکہ سے بھی وعدہ کر چکے تھے کہ عرب کی زمین پر عرب کی حکومت ہوگی، اسی معاہدے کی وجہ سے شریف مکہ نے ترکی کے خلاف بغاوت کی تھی، جس کی وجہ سے فلسطین اور عراق پر برطانیہ کا قبضہ ہوا تھا، لیکن مسلمانوں سے کیا گیا وعدہ نظر انداز کر کے فلسطین یہودیوں کو دے دیا گیا۔

۱۹۱۷ء میں فلسطین کی یہودی آبادی چھپن ہزار تھی، لیکن اعلان بالفور پر عمل ہونے کی وجہ سے ۱۹۲۱ء میں یہودی آبادی ۸۳/ہزار تک پہنچ گئی اور بڑی تیزی سے یہودی آباد ہونے لگے، ۱۹۲۲ء سے ۱۹۴۷ء کا زمانہ برطانوی انتداب کا زمانہ ہے، جس میں یہودیوں کو بسانے کا کام منظم طور پر کیا جاتا ہے اور فلسطین کی زمین خریدنے کے لیے خزانے کے منہ کھول دیے جاتے ہیں، اب یہودیوں کی آبادی چار لاکھ سے تجاوز کر جاتی ہے، ۱۹۴۷ء میں برطانیہ نے مسئلہ فلسطین کو اقوام متحدہ میں پیش کر دیا اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے فلسطین کو عربوں اور یہودیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور فلسطین کا پچپن فیصد رقبہ یہودیوں کو اور پینتالیس فیصد رقبہ عربوں کو دے دیا، یہ تقسیم بالکل ظالمانہ تھی کہ عربوں کی زمین بلا کسی وجہ کے زبردستی یہودیوں کو دے دی گئی تھی، اس لیے عرب اس تقسیم سے راضی نہیں تھے، لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ یہودی بھی اس تقسیم سے راضی نہیں ہوئے چناں چہ انہوں نے لڑائی کے ذریعہ عرب کی باقی زمینوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا، ۱۴/مئی ۱۹۴۸ء کو یہودیوں نے اپنے قومی وطن اسرائیل کا اعلان کر دیا، جسے امریکہ اور برطانیہ نے سب سے پہلے تسلیم کر لیا، اس وقت عرب ممالک نے اس تقسیم کی مخالفت کی اور کوششیں کی، لیکن یہودی جارحیت کے سامنے عربوں کی ایک نہ چلی، بالآخر ۱۹۶۷ء میں عرب اسرائیل جنگ کے نتیجہ میں بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا، بلکہ انہوں نے بیت المقدس کے علاوہ مصر کے صحرائے سیناء اور شام کے جولان کی پہاڑیوں پر بھی اپنا قبضہ جما لیا، اس طرح تیرہ سو سال جو بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ میں تھا یہودیوں کا اس پر قبضہ ہو گیا۔

اب ان کا منصوبہ یہ ہے کہ بیت المقدس کو منہدم کر کے ایک عظیم ہیکل سلیمانی وہاں پر تعمیر کیا جائے، اس کے لیے وہ منصوبہ بند کوششیں کر رہے ہیں، کبھی اس کے اردگرد کھدائی کرتے ہیں، سرنگیں بناتے ہیں، تاکہ بیت المقدس کی بنیادوں کو کھوکھلا کیا جا سکے، بیت المقدس میں موجود قبروں کے نشان یا اس کے اسلامی نشان کو مٹا رہے ہیں، اس شہر سے اسلام کے نشان کو مٹانے کے لیے مسجدوں کو مسمار کر رہے ہیں، وہاں موجود مسلمانوں کو جبر و تشدد کے ذریعہ فلسطین چھوڑنے پر مجبور کیا جاتا ہے، کبھی بیت المقدس میں آگ لگا دی جاتی ہے، گویا ہر طرح بیت المقدس کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، لیکن قربان جائیے فلسطینی مسلمانوں پر کہ بے سروسامانی کے عالم میں اپنے حقوق کے لیے لڑ رہے ہیں، اپنی ہمت کا مظاہرہ کر رہے ہیں، نوجوان اور بچے بھی اس جنگ میں پیچھے نہیں ہیں، اپنی جان کی بازی لگا کر بیت المقدس کی بازیابی کی جد و جہد کر رہے ہیں۔

اسلام نے دنیا کے تمام مسلمانوں کو ایک جسم کی طرح قرار دیا ہے، اگر جسم کے کسی حصے کو تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے، اسی طرح اگر دنیا کے کسی خطے میں مسلمان تکلیف میں ہوں تو تمام مسلمانوں کو بھی وہ تکلیف محسوس ہونی چاہیے، اگر فلسطین کے مسلمان اسرائیلی جارحیت کے شکار ہیں تو تمام مسلمانوں کو اس کے خلاف دستوری جد جہد کرنی چاہیے اور اپنے ایمان و یقین کا ثبوت پیش کرنا چاہیے، ہمیں مسئلہ فلسطین کا مطالعہ کرنا چاہیے، ہماری نوجوان نسل شاید اس پورے قضیہ سے ہی نابلد ہے، ضرورت اس کی ہے کہ ہم تاریخ کا مطالعہ کریں، حالات سے واقفیت حاصل کریں، فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ اگر کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم ان کے ساتھ اظہار ہمدردی و غم خواری کا معاملہ ضرور کر سکتے ہیں، اتنا تو ہمارا حق ضرور بنتا ہے ان نہتے، جانباز فلسطینیوں کے لیے، اللہ تعالی فلسطینی مسلمانوں کی مدد فرمائے اور کوئی صلاح الدین پیدا کرے، جو مسلمانوں کی مذہبی میراث کو واپس دلا سکے، فلسطین مسلمانوں کی مذہبی میراث ہے، مسلمان کبھی بھی اور کسی صورت میں اس سے دست بردار نہیں ہو سکتے۔

انتخابات میں بیانیہ کی اہمیت اور اس کی سیاست

غالب شمس قاسمی

ان دنوں نظریات کے بجائے بیانیہ کی سیاست کافی مقبول ہوئی ہے، اس میں الفاظ کی اہمیت تسلیم کی جاتی ہے، یہی الفاظ ان سیاسی جماعتوں کا سب سے بڑا ہتھیار اور سیاسی آلہ کار ہے، عوام کی توجہ اور حمایت حاصل کرنے کے لیے انہی الفاظ کے استعمال سے پالیسیوں کے لیے بیانیہ تشکیل دیا جاتا ہے اور چوں کہ سب کچھ جھوٹ اور فرضی حقائق پر مبنی ہوتا ہے جسے عرف عام میں پروپیگنڈہ کہا جاتا ہے اور جس کا بنیادی مقصد ہی عوام کو دھوکا دینا اور اقتدار کا حصول ہوتا ہے، اسی لئے چاہے وقتی طور پر مخصوص سیاسی اہداف حاصل ہو جائیں؛ لیکن بہت جلد حقیقت آشکار ہو جاتی ہے اور پھر جھوٹے بیانیہ اور پروپیگنڈہ کی عمر دراز نہیں ہوتی، نتیجتاً جلد یا بدیر وقت کے ساتھ اپنی موت مر جاتا ہے، ہندوستان میں انتخابی عمل کا جب سے آغاز ہوا ہے، ہر جماعت اپنا بیانیہ طے کرنے میں مصروف ہے، یہ کشاکشی کا عمل، کرسی کی منتہائے سیاست، سیاست داں اور پارٹی کو کس حد تک گرا سکتی ہے یہ دیکھنا دلچسپی سے خالی نہیں، 2024 کا یہ انتخاب جس کا انتخابی عمل سات مرحلوں میں مکمل ہونا ہے اور اب تک پانچ مرحلوں میں نصف سے زائد سیٹوں پر رائے شماری ہو چکی ہے، اس نے ملک کا سیاسی منظر نامہ بالکل بدل کر رکھ دیا ہے، ملک میں سب کچھ حکمراں جماعت کے مطابق چل رہا تھا؛ لیکن حالات نے یوں پلٹا کھایا کہ جو کرسی و طاقت کے نشے میں چور تھے، ان کے قدم ڈگمگا گئے، دو مرحلے کے بعد ملک کی انتخابی سیاست نے ایک دلچسپ موڑ لے لیا، اور برسرِ اقتدار پارٹی نے کرسی بچانے کے لیے مندر مسجد، منگل سوتر، ہندو مسلمان کا مذہبی کارڈ کھیلنا شروع کیا، حزب اختلاف کا کھل کر پلٹ وار، ان کی خود اعتمادی اور اتحاد نے عوام کو بھی جوش و خروش اور امید سے بھر دیا، یا کہہ لیں کہ اس بار عام آدمی پر رام مندر اور ''ہندو خطرے میں ہے'' کا سحر سامری اثر انداز نہیں ہو سکا، زعفرانی سیاست اور قومی میڈیا کے دوغلا پن نے پورے ملک کے ماحول میں نفرت کا زہر گھول دیا تھا، دس سالوں میں ان کی ذہنی و فکری پستی اور عوام کے استحصال نے انہیں بیک فٹ پر لا کھڑا کیا، اسی لئے اس بار روزگار اور بڑھتی قیمتوں کے بجائے مذہبی برانگیختگی کو انتخابی موضوع بنایا اور مودی کو ایک اوتار اور بھگوان کے روپ میں پیش کرنا شروع کیا کہ تقدس کی چادر اوڑھ کر لوگوں کی جان بھی لے لیں گے تو عام آدمی چپ رہ جائے گا، زعفرانی میڈیا کے ذریعے مودی کی گارنٹی کی خوب تشہیر کی گئی، گویا کہ ملک کے وزیر اعظم نریندر مودی کی گارنٹی تو ہے؛ لیکن ان کی زبان کی کوئی گارنٹی نہیں، کب کیا بول جائیں، رو پڑیں، کسی عظیم طاقت کے ہونے کا اشارہ دینے لگیں، وہ بھی نہیں جانتے، دراصل مودی اور ان کی پارٹی سیاسی بیانیہ سیٹ کرنے اور نیریٹو پھیلانے میں ماہر ہیں اور اس میں بی جے پی کا کوئی مقابلہ نہیں ہے، اس سلسلے میں انڈیا اتحاد بہت پیچھے تھی؛ لیکن انتخابی دور شروع ہوتے ہی سب کچھ بدلنے لگا، ملکی آئین کی تبدیلی کی بات نے بی جے پی کو بیک فٹ پر لا کھڑا کیا، وہ چاہ کر بھی نئے بیانیہ کا اثر زائل نہیں کر سکی اور صفائی دیتی رہی کہ وہ آئین میں کوئی تبدیلی نہیں کریگی، اس انتخاب میں راہل گاندھی کے پلٹ وار اور تیز و تند انداز نے عام آدمی کو بھی پر اعتماد کر دیا کہ اگر انڈیا اتحاد جیتی تو حکومت ٹھیک ہی چلے گی، اگر ہار بھی گئی تو مضبوط اپوزیشن لیڈر تو ملے گا ہی؛ چنانچہ حالیہ دنوں میں کانگریس بھی بیانیہ طے کرنے میں کامیاب ہو رہی ہے، سمجھوتوں کی سیاست سے کنارہ کش ہو گئی ہے، ذرا سا غور کرنے والا شخص یہ بات بآسانی سمجھ جائے گا کہ کہ متحدہ پارٹی (این ڈی اے) اور انڈیا اتحاد کی سیاست میں واضح فرق ہے، بی جے پی منفی بیانیہ سیٹ کرنے میں ماہر ہے، وہ ڈر کا سیاست کرنا جانتی ہے، اب تک وہ اسی دم پر جیتتی آئی ہے کہ اگر وہ اقتدار میں نہیں آئی تو ہندو خطرے میں آ جائے گا، رام مندر پر بابری تالا لگ جائے گا، دلتوں کا حصہ چھین کر مسلمانوں کو دے دیا جائے گا، وغیرہ وغیرہ؛ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ڈر اور خوف کا ماحول زیادہ دنوں تک نہیں رہتا، اس کے مضبوط بیانیہ کے باوجود اب عام آدمی اور کٹر ہندو اور عقیدت مندوں کے درمیان سے بھی آوازیں بلند ہونی شروع ہو گئیں ہیں، کٹر وادی اور ہندوتوادی کو ان کے بیانیہ کی حقیقت معلوم ہو گئی ہے اور سبز باغوں کا خواب بکھرنے سے مایوسی پھیل گئی ہے،،

وہ بھی سمجھ گئے ہیں کہ ان کا استحصال کیا گیا، ان کے مذہبی عقائد اور جذبات کو سیاست کے بہانے پراگندہ کیا گیا، انہیں عبادت گاہ کے نام پر بے وقوف اور مذہب کے نام پر ہراساں کیا گیا ہے، اسی لئے گودی میڈیا اور بی جے پی آئی ٹی سیل کی لاکھ جتن کے باوجود مودی کا سحر ٹوٹتا نظر آ رہا ہے، ان کی سیاست اور طرز حکمرانی سے کافی بے چینی اور نا امیدی کا پہلو نمایاں نظر آ رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ حکومت اور عوام میں خلیج بڑھ گئی، این ڈی اے کو بھی اس بات کا شدت سے احساس ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ ہر انتخابی تقریر میں پھسل رہے ہیں، خود کو جھوٹا ثابت کر رہے ہیں، ڈر کا ماحول بنانا چاہ رہے ہیں، مذہبی کارڈ بھی کھیل رہے ہیں؛ لیکن زمینی سطح پر خاطر خواہ کامیابی نہیں مل پا رہی ہے، ان کی سب سے بڑی طاقت قومی میڈیا تھی، اس کو گودی میڈیا سے موسوم کر کے ان کی کمر توڑ دی ہے، انہیں حاشیہ پر لا کھڑا کیا ہے، وہ جماعت کہ لوگ اس کو جاوداں سمجھنے لگے تھے، اس کے بنائے ماحول میں دہشت کی زندگی میں گھٹ گھٹ کر جی رہے تھے، ایک جھونکے نے سب برابر کر دیا، جس نے دعویٰ کیا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف نہیں، عید کے موقع پر کھانا مسلم گھروں سے آتا تھا، جس نے کہا کہ اگر وہ ہندو مسلم سیاست کرے تو سمجھ جائیں کہ وہ سارو جنک جیون (عام زندگی) نہیں جی رہا ہے، ماقبل کی تقاریر کو چھوڑیئے، اگلے ہی دن اپنی بات کو جھوٹا ثابت کر دیا، ایسے میں کیا ہی دیرپا اثر ڈال پائیں گے، ان کے اندر کا خوف اور پارٹی کا خلفشار صاف دکھائی دے رہا ہے اور پھر منفی بیانیہ کی خاص بات یہ ہوتی ہے کہ اس کے اثرات جلد یا بدیر لیکن ختم ہوتے ہی ہیں، اسی لئے آج نہیں تو کل ہونا تھا اور اب ہو رہا ہے، مسلمان ان کی کشمکش سے لطف اندوز ہو رہے ہیں، کرسی کی اس جنگ میں چاہے جو جیتے وہ تو بس مست تماشائی ہے، اور متحدہ صورت میں ووٹنگ کر رہا ہے اور بیداری کا مظاہرہ کر رہا ہے جو اس کے خوش آئند مستقبل کی نوید ہے۔

اپوزیشن پارٹیاں خاص طور پر آر ایس ایس کے سلسلے میں چشم پوشی سے کام لیتی تھی، اس نے نرم ہندوتوا ایجنڈا اپنانے کی بھرپور کوشش کی، کانگریس نے راشٹریہ سویم سیوک کے نظریات کو ہدف ملامت نہیں بنایا؛ لیکن اب وہ سمجھ گیا کہ دو طرفہ کھیل میں ہار یقینی ہے، ماقبل کے دونوں لوک سبھا انتخاب میں اس تذبذب اور منافقت نے کافی نقصان پہنچایا، اسی لئے انہوں نے اپنے انتخابی لائحہ عمل میں بڑی تبدیلی کی، نہرو کے نظریات کو ان دس سالوں میں خوب تنقید کا نشانہ بنایا گیا، برسرِ اقتدار جماعت نے عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ گاندھی اور نہرو کے سوشلزم اور سیکولرازم نے ملک کو نقصان پہنچایا اور اس بیانیہ کے پس پشت میں اپنی بے شمار خامیوں اور ناکامیوں کو چھپایا، اس سلسلے میں کانگریس گھبرا گئی، اور سپر انداز ہو گئی؛ لیکن اب سب کچھ بدل چکا ہے، راہل گاندھی بے خوف آر ایس ایس پر نشانہ سادھ رہے ہیں، ان کی آئیڈیالوجی پر تنقید کر رہے ہیں، ملکارجن کھڑگے نے بھی آر ایس ایس پر کھلی تنقید کی؛ بلکہ اب تو بھارتیہ جنتا پارٹی کے اندرون سے بھی سنگھ کے خلاف آواز اٹھ رہی ہے۔

یہ سب کچھ اسلیے ممکن ہوا کہ عوام بلند حوصلہ رہی، حالات کے سامنے ڈٹ گئی اور پروپیگنڈہ کے کھیل کو ناکام بنا دیا، وہ سمجھ گئی کہ جمہوریت کو آر ایس ایس اور مودی سے خطرہ ہے، ان کے نزدیک طاقت ور اور صاحب ثروت اشرافیہ کے مفادات کی بس اہمیت ہے، خود انحصاری کے بجائے خیراتی قسم کے منصوبوں کی لالچ دی جا رہی ہے، تعلیم، صحت اور روزگار کے مواقع چھینے جا رہے ہیں، انہیں جھوٹے بیانیہ کے جال میں پھنسایا گیا؛ لیکن اب ان بیانیہ کی مدت پوری ہو چکی ہے، اس کے بالمقابل انڈیا اتحاد نے متوازی بیانیہ متعارف کرایا، اور زمینی حقائق اور عوام کے مسائل و ضروریات کو اپنا مدعا بنایا اور عزم و حوصلہ کے ساتھ مقابلے کے لیے ڈٹ گئے؛ کیوں کہ عزم و حوصلہ ہمیشہ بڑا کردار ادا کرتا ہے، آپ کا حوصلہ مند ہونا محال میں بھی امکان نکال لیتا ہے اور ڈر اور خوف بدیہیات اور یقینیات کو بھی متزلزل کر دیتا ہے، بہر کیف ملک کے انتخابی ماحول میں ہمارے سیکھنے کے لیے بہت کچھ ہے اور ہمیں اس صاف فضا نے کافی پر امید اور حوصلہ مند بنا دیا ہے اور ان شاء اللہ یہی امید انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

۲۰۲۴ء کے انتخابات میں مسلمانوں کے انتخابی ایجنڈے اور ترجیحات

مصباح الحق جیت پور، نئی دہلی

ہندوستان کے کونے کونے میں الیکشن کا موسم زوروں پر ہے۔ سیاسی جماعتیں انتخابی مہم میں ووٹرز پر اثر انداز ہونے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ ہندوستانی سیاست اکثر اکثریت بمقابلہ اقلیت کی بحث سے متاثر ہوتی ہے اور انتخابی مہمات اکثر فرقہ وارانہ لہجے پر چلتی ہیں۔ اگر چہ نفرت کے محرک لوگ اکثر ان تفرقہ انگیز بیانیوں میں پھنس جاتے ہیں لیکن سیکھنے والے ہمیشہ اس طرح کی خالی بیان بازی کے پیچھے کی حماقتوں کو جانتے ہیں۔ موخر الذکر جانتے ہیں کہ الیکشن کا موسم انہیں جائز مطالبات سامنے رکھ کر آواز اٹھانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

سیاسی جماعتوں سے یقین دہانی حاصل کرنا اور معاشرے کی ضرورتوں پر ان سے سودے بازی کرنا ضروری ہے جس کے لیے انتخابات کے وقت موثر اظہار اور ایجنڈے کی ترتیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ لوگوں کو انتخابی عمل میں حصہ لینے اور حقیقی مسائل پر ووٹ ڈالنے کی ترغیب دینے کے لیے آگاہی مہمات اور متحرک گروپس کا قیام بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ مسلمانوں کے لیے ایک بڑی تشویش، جو کہ ہندوستان کی اقلیتی برادری کا ایک بڑا حصہ ہے، انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر پسماندگی کے ساتھ ان کی پسماندگی ہے۔ اسے انتخابی مہم میں اٹوٹ ایشو بنایا جا سکتا ہے اور جمہوری عمل میں بڑے پیمانے پر شرکت سے سازگار قانون سازی کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر انتخابی موسم کے دوران، مسلم کمیونٹیز امیدواروں سے اقلیتی گروپوں کی فلاح و بہبود کے لیے واضح پالیسیوں اور اقدامات کو بیان کرنے کے لیے کہہ سکتی ہیں۔ مسلم کمیونٹی کو معاشی ترقی اور روزگار کے میدان میں سیاسی رہنماؤں کا تعاون لینا چاہیے۔ کیونکہ تعلیم اور ہنر مندی کی ترقی مسلم کمیونٹیز کے لیے معاشی با اختیار بنانے کے اہم اجزاء ہیں۔ تعلیم کے لیے وسائل کی وقف جیسے اسکالرشپ اسکیموں کا موثر اور مساوی نفاذ اور تربیتی اقدامات کے لیے فنڈز مختص کرنا، اقلیتی مرکزی اداروں کا قیام، ملازمتوں میں ریزرویشن یا پسماندہ کے لیے ریزرویشن میں توسیع مسلم کمیونٹی اور سیاسی جماعتوں کے درمیان بات چیت ہونی چاہیے۔ اس سے ضرورتمندوں کی ضروریات اور مسلم کمیونٹیز میں ملازمت کے متلاشیوں کی صلاحیتوں کے درمیان مہارت کے فرق کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ ضروری قابلیت اور تجربے کی کمی کی وجہ سے مسلمانوں کو اکثر محفوظ، اچھی تنخواہ والی ملازمتیں حاصل کرنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے ان کی کمیونٹی میں معاشی عدم تحفظ اور عدم مساوات پیدا ہوتی ہے۔ ایسی پالیسیوں اور اقدامات کی مانگ بڑھ رہی ہے جو ان تضادات سے نمٹیں اور مسلمانوں کو ملازمت کے بازار میں سبقت اور خوشحالی کے قابل بنائیں۔

تعلیم اور ہنر کی ترقی میں سرمایہ کاری مسلم کمیونٹیز کو معاشی کامیابی اور استحکام حاصل کرنے کے لیے با اختیار بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ لوگوں کو اپنی ملازمت کو بہتر بنانے اور بہتر معاوضہ دینے والی ملازمتوں تک رسائی کے مواقع فراہم کر کے کچھ علاقوں میں پھیلی ہوئی غربت اور بے روزگاری کے چکر کو توڑتا ہے۔ مسلم کاروباری افراد اور کاروباری مالکان بھی اپنے کاروبار کو قائم کرنے اور بڑھانے کے لیے وسائل اور فنڈ حاصل کرنے میں مدد طلب کرتے ہیں، اس طرح مجموعی اقتصادی ترقی اور بہبود میں حصہ ڈالتے ہیں۔ سیاسی رہنماؤں کے تعاون سے مسلم کمیونٹیز ایسی پالیسیوں کی وکالت کر سکتی ہیں جو اقتصادی ترقی کو فروغ دیں اور وسائل کی منصفانہ تقسیم قائم کریں۔ رہنماؤں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کمیونٹیز کے اندر ابھریں اور ان مسائل سے نمٹنے کے لیے سیاسی جماعتوں کے ساتھ تعاون کریں اور ایک زیادہ جامع معاشرے کے لیے کوشش کریں جو ہندوستانی مسلمانوں میں موجود قوم پرستانہ جذبے کو تسلیم کرے۔ آبادی کا ایک اہم حصہ ہونے کے باوجود مسلمان اکثر خود کو پسماندہ پاتے ہیں اور فیصلہ سازی کے عمل میں ناکافی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے سیاسی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ مسلم رہنماؤں اور نمائندوں کے ساتھ سرگرم عمل رہیں اور انھیں اپنے فیصلہ سازی کے ڈھانچے میں شامل کریں۔ صرف اس بات کو یقینی بنا کر کہ ہندوستانی مسلمانوں کا فیصلہ سازی میں بامعنی کردار ہے، ہم صحیح معنوں میں ایک زیادہ جامع اور نمائندہ جمہوریت بنا سکتے ہیں۔ یاد رکھنے کی ضرورت یہ ہے کہ تفرقہ انگیز اور جداگانہ بیانیے میں پھنس جانے سے نفرت پھیلانے والوں کی حوصلہ افزائی ہوگی اور کمیونٹی کے مستقبل کے امکانات کو بھی خطرہ لاحق ہوگا۔

Scanned with CamScanner

اسلام کی امتیازی خصوصیات

حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

کون نہیں جانتا کہ اسلام میں غیبت گناہِ کبیرہ ہے اور یہ ایسا گناہ ہے جس کا ذکر قرآنِ کریم نے کیا ہے اور ایک عجیب وغریب مثال سے اس کی قباحت وشناعت واضح فرمائی ہے۔ ظاہر ہے کہ غیبت میں کوئی خلاف واقعہ بات نہیں ہوتی ہے، بلکہ جو کمزوری کسی انسان میں ہو، اس کا ذکر اس کی غیر موجودگی میں کرنا غیبت کہلاتا ہے۔ وہ بھی اتنا بڑا گناہ ہے کہ خود حق تعالیٰ قرآن کریم میں اس کا ذکر فرماتا ہے اور مسلمانوں کو اس سے منع فرماتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ جھوٹ گناہِ کبیرہ ہے اور جھوٹی بات کہنا منافقت کی علامت بتلائی گئی ہے۔ منافق وہ شخص ہے جس کی زبان پر اسلام کا دعویٰ ہو اور دل میں کفر چھپا ہوا ہو، کون نہیں جانتا کہ ''افتراء'' یعنی کسی پر جھوٹی بات لگانا جھوٹا الزام لگا دینا گناہ کبیرہ ہے اور یہی افتراء اگر حد سے بڑھ جائے کہ لوگ سن کر مبہوت ہو جائیں تو ''بہتان'' کہلاتا ہے اور وہ گناہ کبیرہ ہے۔ غرض غیبت، کذب، افتراء، بہتان، تمام کے تمام معاصی کبیرہ ہیں اور ان کے مرتکب کے لیے جہنم کی وعید ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے کہ اسلام نے مسلمانوں میں عالمگیر اُخوت قائم کی ہے: ''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ۔'' (الحجرات:10) ''مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' اور اسلامی اُخوت کے بارے میں احادیثِ نبویہ میں عجیب عجیب حقائق بیان فرمائے گئے ہیں، ایک مسلمان کے دوسرے مسلمانوں پر کیا حقوق ہیں؟ فرمایا ہے نبی کریمؐ نے کہ: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اسے دشمن کے حوالے کرے، بوقتِ حاجت اس کی امداد کرے، اگر کوئی گناہ کرے تو اس کی پردہ پوشی کرے اور جو مسلمان، مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا حق تعالیٰ شانہٗ دنیا وآخرت دونوں جہاں میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔'' (الصحیح لمسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الظلم، ۲، ص: ۳۲۰ ط: قدیمی) اور فرمایا کہ: ''مسلمانوں کی مثال ہمدردی وغم خواری میں ایک جسد کے اعضاء کی طرح ہے، اگر ایک عضو درد میں مبتلا ہو تو تمام بدنِ انسانی بے چین رہتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الآداب، باب رحمۃ الناس والبھائم، ۲، ص: ۸۸۹ ط: قدیمی) اور فرمایا کہ: ''مسلمان تب مسلمان ہوگا کہ جو چیز خود اپنے لیے پسند کرے وہی مسلمان بھائی کے لیے پسند کرے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ) اور فرمایا کہ: ''مسلمان وہ ہے کہ مسلمان اس کی ایذاء رسانی سے محفوظ رہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب ای الاسلام افضل، ج: ۱، ص: ۶، ط: قدیمی) کہاں تک بیان کیا جائے، مسلمان جب مسلمان سے ملے تو ''السلام علیکم'' کہے۔ اور مسلمان کو چھینک آئے تو فوراً ''یرحمک اللہ'' کہے کہ اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ غرض قرآن، احادیث نبویہ میں اتنی تفصیلات ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ یہ ہیں دینِ اسلام کی وہ امتیازی خصوصیات کہ کوئی دین ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ مسلمان کا اکرام واعزاز کرنا اسلام کے بنیادی حقوق میں سے ہے۔ مسلمان کی خیر خواہی، اس کی نصرت، اس کی ہمدردی، اس پر نیک گمان کرنا، وغیرہ وغیرہ، یہ دینِ اسلام کی وہ باتیں ہیں کہ تہذیب کی مدعی قومیں اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ جدید تہذیب کی برکات افسوس کہ جب کسی اسلامی وغیر اسلامی مملکت میں پارلیمانی انتخابات کا اعلان ہوتا ہے تو اسلامی اخوت اور مسلمانی کی وہ دھجیاں بکھیری جارہی ہیں کہ سن کر عقل حیران ہے۔ جھوٹ، غیبت، بہتان طرازی، افتراء پردازی کون سا وہ گناہ ہے جو برسر بازار بڑے بڑے عظیم الشان اجتماعات میں نہیں کیا جاتا۔ ایک طوفان بدتمیزی ہر محفل میں برپا ہے، نہ کسی کی آبرو محفوظ ہے، نہ کسی کی جان محفوظ، مال ودولت کو بری طرح سے بہایا جارہا ہے، بھائی بھائی کا دشمن بنا ہوا ہے، غرض کون سی بدتہذیبی ہے جس کا مظاہرہ نہ ہو رہا ہو۔ یہ ہے یورپ کی تہذیب، یہ ہے مغرب کا تحفہ، یہ ہیں مغرب زدگی کے کارنامے۔ پھر ہر شخص ہر فریق کی زبان پر یہ دعویٰ کہ ہماری جماعت کی کامیابی سے اسلام کا یہ فائدہ ہوگا، مسلمانوں کو یہ نفع پہنچے گا، آئندہ ہم اگر کامیاب ہوئے تو یہ کریں گے اور وہ کریں گے، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ، کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَاللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔'' (الصف: ۲،۳) ''اے ایمان والو! ایسی بات تم کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے؟ حق تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے والی ہے یہ بات کہ جو کہتے ہو کرتے نہیں۔'' یہ ہے تہذیب جدید کی پیداوار اور اس قسم کے انتخابات سے یورپ کی جمہوریت جنم لیتی ہے، جس کا حشر ملک کئی برس سے دیکھ رہا ہے کہ ان دعویداروں نے اسلام کی کیا خدمت انجام دی اور کسی خدمت کی ابتداء کی بھی تو انجام کی خدا کو خبر۔ کیا اس ملک میں ایسا قانون بنا جس سے انسان کی شرافت محفوظ ہو، آبرو محفوظ ہو، مال محفوظ ہو، جان محفوظ ہو؟ کیا اللہ تعالیٰ کا قانونِ عدل نافذ کیا؟ کیا شراب کو بند کیا گیا؟ کیا زنا پر اسلامی سزا جاری کی گئی؟ کیا چور کے ہاتھ کاٹے گئے؟ کیا چکلے بند کردیے گئے؟ کیا شراب خانے ختم کر دیئے گئے؟ کیا قصاص جاری کیا گیا؟ نہیں! بلکہ بے حیائی، شراب خوری، آبرو ریزی کو دورِ حاضر کے ہر ذریعے سے اتنا اچھالا گیا کہ عقل دنگ رہ گئی۔ کیا مسلمانوں کی املاک محفوظ ہیں؟ کیا کارخانے محفوظ ہیں؟ کیا انڈسٹری محفوظ ہے؟ کیا اس قریبی دور میں ۲۲ سو فیکٹریاں قومیائی نہیں گئیں؟ جن کی کم از کم تین ارب کی کمائی سے قوم محروم ہوگئی اور نا اہلوں کے سپرد کر کے معیشت تباہ ہوگئی، خسارے میں چل رہی ہیں، یا دکھلایا جارہا ہے کہ خسارہ ہے، تاکہ حکومت کے خزانے میں ٹیکس نہ ادا کرنا پڑے، حکومت کا خزانہ بھی خالی ہوگیا، قوم بھی فقر وفاقے میں مبتلا ہوگئی۔ یہ داستان نہ ہمارا موضوع ہے، نہ ہمارا امزاج، ورنہ بتلاتے کہ ان دعویداروں نے اس ملک اور ذرائع آمدنی کی کیا گت بنائی ہے۔ غرض نہ دین کی ترقی، نہ دنیا کا سکون ''خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ، ذٰلِکَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ۔'' (الحج: ۱۱)

دنیا تباہ، دین تباہ، اخلاق تباہ، انسانیت ختم، حیا کا جنازہ نکالا گیا۔ یہ ہیں جدید تہذیب کی برکات، یہ ہیں جمہوریت کے ثمرات اور یہ ہے خدا فراموشی کی سزا، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون۔ حق تعالیٰ اس ملک خداداد پر رحم فرمائے اور صالح ہاتھوں میں حکومت آئے، تاکہ اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو اور قوم بھی خوش ہو، دل کو بھی سکون ملے، جان بھی محفوظ ہو۔ اَللّٰهم لاتُسلط علینا من لایرحمنا اللّٰهم وَلِّ أمورَنا خیارَنا ولاتُوَلِّ أمورَنا شرارَنا واغفرلنا وارحمنا وانت خیر الراحمین، آمین یارب العالمین!

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۳۰/۶۸۴/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ واسع پور، دھنباد)

شکیلہ خاتون بنت جبار انصاری مرحوم، مقام موودیڈھی نمبر ۷، ڈاکخانہ سجوا، ضلع دھنباد۔ فریق اول

بنام

عدن شیر شاہ ولد گل شیر شاہ مرحوم، مقام دولت پور چکی، ڈاکخانہ راج پور، ضلع فرخ آباد۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ آٹھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ واسع پور، دھنباد میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہٰذا اخبار نقیب کے اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۹/ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۶/جون ۲۰۲۴ء روز بدھ کو خود مع گواہان وثبوت بوقت نو بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۱/۱۸۹۶/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گاچھی ٹولہ، ارریہ)

نازنی بنت اجلا مرحوم، مقام ارریہ بیرگاچھی وارڈ نمبر ۷، ڈاکخانہ وضلع ارریہ۔۔۔۔فریق اول

بنام

تبریز عالم ولد محمد عزرائیل مرحوم، مقام ارریہ بیرگاچھی وارڈ نمبر ۷، ڈاکخانہ وضلع ارریہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً سات سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ گاچھی ٹولہ، ضلع ارریہ بہار میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے۔ لہٰذا اخبار نقیب کے اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۹/ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۶/جون ۲۰۲۴ء روز بدھ کو خود مع گواہان وثبوت بوقت نو بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

ووٹنگ

موجودہ حالات پر مشتمل کلام

ہے اب عروج پہ نفرت وطن ہے خطرے میں
سکون وچین ہے غارت وطن ہے خطرے میں

سراپا جھوٹ جو بولے وہ ہے بڑا نیتا
غلیظ تر ہے سیاست وطن ہے خطرے میں

ہمارے ووٹ بھی بیچے خریدے جاتے ہیں
نہیں ہے تھوڑی بھی غیرت وطن ہے خطرے میں

سبھی سیاسی جماعت ہیں کرتے بس وعدے
وفا کی ہے کسے حاجت، وطن ہے خطرے میں

بس انتخابی جھمیلوں میں ہے وطن الجھا
کسی بھی دن نہیں فرصت وطن ہے خطرے میں

ہے سارا کھیل ہی ووٹنگ مشین پر زبھر
یہی ہماری ہے قسمت وطن ہے خطرے میں

امیر پر ہے نچھاور وطن کا سرمایہ
ہے ہر غریب کی درگت وطن ہے خطرے میں

ہیں پڑتے ووٹ یہاں صرف ذات ومذہب پر
ہے چپ ہماری عدالت وطن ہے خطرے میں

حکومتوں کی ہیں بس واہ واہیاں ہر دم
بِکی ہوئی ہے صحافت وطن ہے خطرے میں

خدائے پاک سے حیدرؔ کہو دعاؤں میں
کرے وطن کی حفاظت، وطن ہے خطرے میں

✍ اشتیاق حیدرؔ قاسمی سمستی پوری
خادم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

Scanned with CamScanner

طب وصحت

دل سے کڈنی تک بیماریوں کا سبب بن سکتا ہے ہائپر ٹینشن

ڈاکٹر اجے کمار سنہا

ڈاکٹر اجے کمار سنہا، میدانتا اسپتال، پٹنہ میں کلینکل کارڈیالوجی اور ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر ہیں۔ انہیں کارڈیالوجی کے شعبے میں کئی دہائیوں کا تجربہ ہے۔ وہ دل کی دھڑکن کی باقاعدگی سے علاج اور اس سے متعلق تحقیقی مطالعات کے لیے ملک بھر میں پہچانے جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں کے مشورے کے ایک انٹرویو میں ڈاکٹر اجے کمار سنہا نے بتایا کہ کس طرح ہائپر ٹینشن یا ہائی بی پی دل سمیت دیگر کئی بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔

سوال: ہائپر ٹینشن کی بیماری کیا ہے؟

جواب: ہائپر ٹینشن یا ہائی بلڈ پریشر ایک ایسی بیماری ہے جس میں خون معمول کی رفتار سے زیادہ تیزی سے بہنے لگتا ہے۔ جس کی وجہ سے خون کی نالیوں اور اس سے جڑے جسم کے تمام اعضاء پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ دیکھا جاتا ہے کہ خون جتنی تیزی سے بہتا ہے خون کی نالیوں پر اتنا ہی زیادہ دباؤ پڑتا ہے۔ بی پی کی دو قسمیں ہیں: ہائی اور لو بلڈ پریشر۔ اس میں ہائی بلڈ پریشر دل سمیت تمام اعضاء کو بہت نقصان پہنچاتا ہے۔

سوال: اس کی علامات کیا ہیں؟ بی پی میں تیزی سے اضافے کی وجوہات کیا ہیں؟

جواب: بلڈ پریشر کی بیماری علامات کے بغیر ہوتی ہے جس کی وجہ سے جب بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے تو بھی انسان طویل عرصے تک اس میں مبتلا رہتا ہے اور اسے خبر تک نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ بلڈ پریشر کو باقاعدگی سے چیک کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ آج کے دور میں خراب طرز زندگی، ذہنی تناؤ، نمک کا زیادہ استعمال وغیرہ کی وجہ سے یہ بیماری تیزی سے بڑھی ہے۔

سوال: ہائی بلڈ پریشر کو سائیلینٹ کیلر کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: یہ بیماری ابتدائی مراحل میں علامات کے بغیر ہوتی ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ دل، دماغ، گردے، آنکھوں وغیرہ جیسے اعضاء سے متعلق بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔ علامات تب ظاہر ہوتی ہیں جب ان اعضاء کو نقصان پہنچتا ہے اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے ہارٹ اٹیک، فالج، نابینا پن اور گردے کی بیماری وغیرہ اس کی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اسی لیے اسے سائلینٹ کیلر بھی کہا جاتا ہے۔ گردے کی بیماری بہت بعد میں ہوتی ہے لیکن تب تک اتنی دیر ہو چکی ہوتی ہے کہ اسے روکنا یا اس کا مکمل علاج ممکن نہیں ہوتا۔

سوال: دل کے مریضوں کے لیے بی پی کو کنٹرول کرنا کتنا ضروری ہے؟

جواب: دل کے مریضوں کے لیے بلڈ پریشر کو کنٹرول میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ صرف اس ایک عنصر پر قابو پا کر دل کے مریض دل کے دورے سے کافی حد تک بچ سکتے ہیں۔ اپنے دل کی حفاظت کے لیے بلڈ پریشر کو کنٹرول میں رکھیں۔

سوال: بلڈ پریشر کو کنٹرول کرنے میں ادویات کا کردار کتنا اہم ہے؟ اگر آپ کبھی اپنی دوائیں لینا بھول جائیں تو اس سے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے؟

جواب: بازار میں بلڈ پریشر کی بہت اچھی دوائیں دستیاب ہیں اور وہ زیادہ مہنگی بھی نہیں ہیں۔ ہائی بلڈ پریشر کو بروقت تشخیص سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

اگر آپ کبھی غلطی سے دوائیں لینا بھول جائیں تو پریشان نہ ہوں، اگلے دن سے انہیں باقاعدگی سے لینا شروع کر دیں۔ تناؤ بلڈ پریشر کے لیے زیادہ خطرناک ہے۔ ڈاکٹر کی طرف سے دی گئی ادویات کو باقاعدگی سے لینا ضروری ہے۔ اگر آپ اسے چھوڑ دیں تو بلڈ پریشر بے قابو ہو سکتا ہے۔

سوال: ملک میں کتنے فیصد لوگ ہائی بلڈ پریشر کے شکار ہیں؟

جواب: ہندوستان میں تقریباً ایک تہائی بالغ افراد ہائی بلڈ پریشر یا ہائپر ٹینشن کے شکار ہیں۔ پوری دنیا میں اعداد و شمار ایک جیسے ہیں۔ سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ ہندوستان میں ہائی بلڈ پریشر نسبتاً کم کنٹرول شدہ ہے۔ یہاں صرف 12 سے 13 فیصد لوگ ہائی بلڈ پریشر پر قابو پا سکے ہیں۔ جس کی وجہ شعور کی کمی ہے۔

سوال: بی پی کتنا نارمل سمجھا جاتا ہے اور جب یہ بڑھتا ہے تو کس قدر ہوشیار رہنا چاہیے؟

جواب: ہر ایک کو اپنا بی پی 130 / 80 رکھنا چاہیے۔ جن کی عمر 60 سال سے اوپر ہے ان کے لیے کچھ نرمی ہے، انہیں دوائی نہیں دی جاتی چاہے ان کا بلڈ پریشر 150 / 80 ہو۔ لیکن اگر طرز زندگی اچھی ہو اور نمک کی مقدار بھی کم ہو، پھر بھی اگر بی پی 140 / 90 رہے تو آپ کو باقاعدہ دوائیں لینی پڑتی ہیں۔

سوال: بی پی کے مریضوں کا طرز زندگی کیسا ہونا چاہیے؟ کن چیزوں سے بچنا ضروری ہے؟

جواب: اس سے بچنے کے لیے کھانا کھاتے وقت تین باتوں کا خیال رکھیں۔ سب سے پہلے نمک کم کھائیں۔ دوم، بھرپیٹ چکنائی یا جنک فوڈ کا استعمال نہ کریں۔ جنک فوڈ کا مطلب ہے وہ کھانا جس میں سیچوریٹڈ چکنائی زیادہ ہو جیسے بسکٹ اور دیگر پیک شدہ کھانے۔ جہاں تک ممکن ہو، اپنی خوراک میں پھلوں کی مقدار بڑھائیں اور نمک یا سوڈیم کی مقدار کم کریں۔ اس کے بجائے پوٹاشیم کی مقدار میں اضافہ کریں۔ پوٹاشیم ناریل کے پانی، رس دار پھل جیسے لیموں، اورنج وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ صحت مند طرز زندگی کو برقرار رکھیں، تناؤ کو کم کریں، متوازن خوراک لیں، ورزش کریں اور پرانائم کریں، یہ اس سے بچنے کا بنیادی منتر ہے۔

سوال: گھر میں استعمال ہونے والی الیکٹرانک بی پی مشین کتنی قابل اعتماد ہے؟

جواب: گھر میں استعمال ہونے والی الیکٹرانک بی پی مشین بھی پرانی بی پی مشین کی طرح قابل اعتماد ہے۔ آپ اسے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے استعمال کر سکتے ہیں۔

سوال: پٹنہ کے میدانتا اسپتال میں ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کے لیے کیا سہولیات ہیں؟

جواب: میدانتا اسپتال پٹنہ میں جانچ سے لے کر علاج تک اچھی سہولیات ہیں، یہاں اچھے اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی ٹیم کام کرتی ہے۔ طب، کارڈیالوجی وغیرہ کے شعبوں میں اس کی جانچ اور علاج کیا جاتا ہے۔ بی پی کے مریض میدانتا اسپتال، پٹنہ کی او پی ڈی میں آ کر تجربہ کار ڈاکٹروں سے مشورہ کر سکتے ہیں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

نئے فوجداری قوانین کے نفاذ کا راستہ صاف

برطانوی دور کے انڈین پینل کوڈ (آئی پی سی)، انڈین ایویڈینس ایکٹ اور کریمنل پروسیجر کوڈ (سی آر پی سی) کی جگہ لینے والے تین نئے فوجداری قوانین یکم جولائی سے نافذ ہوں گے۔ یہ تینوں نئے فوجداری قوانین انڈین جسٹس کوڈ، انڈین سول ڈیفنس کوڈ اور انڈین ایویڈینس ایکٹ ہیں۔ ان تینوں بلوں کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں سرمائی اجلاس کے دوران منظور کیا گیا تھا۔ اس کے بعد صدر جمہوریہ دروپدی مرمو نے 25 دسمبر کو ان تینوں نئے فوجداری قوانین کے بل کو منظوری دی تھی۔ صدر مملکت کی رضامندی کے بعد یہ بل قانون میں تبدیل ہو گئے تھے۔ یہ تینوں قوانین انڈین ایویڈینس ایکٹ 1872، کریمنل پروسیجر کوڈ 1973 اور آئی پی سی کی جگہ لے رہے ہیں۔ نئے قانون کے نفاذ سے ملک کا فوجداری انصاف کا نظام مکمل طور پر تبدیل ہو جائے گا۔ ان نئے قوانین کے نفاذ کے ساتھ ہی پرانے قوانین سی آر پی سی، آئی پی سی اور ایویڈنس ایکٹ کو ختم کر دیا جائے گا۔ ماہرین کے مطابق یہ تینوں نئے قوانین دہشت گردی، موب لنچنگ اور قومی سلامتی کو خطرے میں ڈالنے والے جرائم کے لیے سزا کو مزید سخت بنا دیں گے۔ (قومی آواز)

آرٹیکل 370 کو ختم کرنے کے فیصلے کے خلاف نظر ثانی کی درخواستیں مسترد

سپریم کورٹ نے آرٹیکل 370 کو منسوخ کرنے کے آئینی بنچ کے فیصلے کے خلاف دائر نظر ثانی کی درخواستیں مسترد کر دیں۔ چیف جسٹس آف انڈیا ڈی وائی چندر چوڑ کی سربراہی والی بنچ نے کہا، ’’نظر ثانی کی درخواستوں پر غور کرنے کے بعد یہ پتہ چلا ہے کہ ریکارڈ میں کوئی واضح غلطی نہیں ہے۔ سپریم کورٹ کے رولز، 2013 کے آرڈر 47، رول 1 کے تحت نظر ثانی کا کوئی معاملہ قائم نہیں ہوتا۔ نظر ثانی کی درخواستیں خارج کی جاتی ہیں۔ پانچ رکنی بنچ میں جسٹس سنجیو کھنہ، بی آر گوائی، سوریہ کانت اور اے ایس بوپنا بھی شامل تھے۔ بنچ نے ان درخواستوں کو مسترد کر دیا جس میں نظر ثانی کی درخواست کو کھلی عدالت میں درج کرنے اور ذاتی طور پر پیش ہونے اور دلائل دینے کی اجازت مانگی گئی تھی۔ 11 دسمبر کو دیے گئے فیصلے کے خلاف آئین کے آرٹیکل 137 کے تحت دائر کی گئی نظر ثانی کی درخواست میں کہا گیا ہے کہ اس فیصلے سے یہ سوال کھلا نہیں رہنا چاہیے کہ کیا پارلیمنٹ کسی ریاست کو ایک یا زیادہ مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں تبدیل کر کے ریاست کے کردار کو تباہ کر سکتی ہے۔ (قومی آواز)

ہیمنت سورین کو انتخابی تشہیر کے لئے عبوری ضمانت دینے سے انکار

جھارکھنڈ کے سابق وزیر اعلیٰ ہیمنت سورین کو مبینہ زمین گھوٹالہ سے متعلق منی لانڈرنگ کیس میں جھٹکا لگا ہے۔ عدالت نے کو اس معاملے میں لوک سبھا انتخابات کے سلسلے میں سورین کو عبوری ضمانت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ سپریم کورٹ نے کہا، ’’نچلی عدالت اس معاملے کا نوٹس لے چکی ہے باقاعدہ ضمانت کی درخواست بھی مسترد کر دی گئی ہے، اس لیے گرفتاری کو چیلنج کرنے کی بنیاد نہیں ہے۔ کپل سبل نے عدالت میں سماعت کے دوران کہا کہ یہ 8.86 ایکڑ زمین کا معاملہ ہے اور ہیمنت سورین کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ تمام ریکارڈ درست ہوں تو کوئی تنازعہ پیدا نہیں ہوتا۔ ایس وی راجو نے کہا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ اس میں کوئی تنازعہ نہیں ہے۔ سپریم کورٹ نے ہیمنت سورین سے اس حقیقت کو چھپانے پر ناراضگی کا اظہار کیا کہ انہوں نے نچلی عدالت میں ضمانت کی درخواست دائر کی تھی۔ عدالت نے کہا کہ 4 اپریل کو ٹرائل کورٹ نے ای ڈی چارج شیٹ کا نوٹس لیا تھا۔ باقاعدہ ضمانت کی درخواست بھی زیر التوا تھی اور درخواست میں یہ باتیں چھپائی گئی تھیں۔ اس کے جواب میں کپل سبل نے کہا کہ یہ ان کی غلطی تھی، جو معلومات کی کمی کی وجہ سے ہوئی۔ سورین کو اس کی سزا نہیں ملنی چاہئے لیکن ججوں نے کہا کہ بہتر ہے کہ وہ دیگر قانونی آپشنز کو دیکھیں۔ اس درخواست کی سماعت نہیں ہو سکتی۔

والدہ مولانا محمد صدام قاسمی کے انتقال پر حضرت امیر شریعت مدظلہ کا اظہار غم

امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے جناب مولانا محمد صدام قاسمی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ ضلع صاحب گنج، جھارکھنڈ کی والدہ کے انتقال پر گہرے صدمے کا اظہار کیا ہے اور انہوں نے تعزیتی بیان میں کہا کہ جب موت کا وقت آجاتا ہے تو پھر چاہے کتنی ہی قیمتی شخصیت کیوں نہ ہوں، کوئی انہیں موت سے بچا نہیں سکتا، لیکن بعض شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں، جو اپنے پیچھے نقوش تاباں اور بے شمار یادیں چھوڑ جاتی ہیں، ان ہی میں سے ہر ایک کے والدین ہیں، جن کی وفات پر ان کی خلاء پوری زندگی محسوس کی جاتی ہے۔ حضرت نے مزید فرمایا کہ مولانا کی والدہ کے انتقال پر امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران، منتظمین اور کارکنان مولانا کے غم میں برابر کے شریک ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا کرے اور وارثین کو صبر جمیل دے آمین

Volume:64/74,Issue:20 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF, PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT-14 13-5-24-26

R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/1961

گہری خموش جھیل کے پانی کو یوں نہ چھیڑ
چھینٹے اڑے تو تیری قبا پر بھی آئیں گے
(محسن نقوی)

بی جے پی - سماج کو تقسیم کرنے کے ایجنڈے پر عمل کر رہی ہے

ڈاکٹر مظفر حسین غزالی

پارلیمانی انتخابات 2024 میں بی جے پی "وکاس بھی وراثت بھی'' کی ٹیگ لائن کے ساتھ میدان میں ہے، اس نے اپنی انتخابی تشہیر کا آغاز رام مندر اور مودی کی گارنٹی سے کیا تھا، جبکہ کانگریس نے روزگار، مہنگائی اور سماجی انصاف کو الیکشن کا ایشو بنایا۔ وزیراعظم کے ''اب کی بار چار سو پار'' نعرے سے یہ گمان غالب ہوا کہ شاید بی جے پی اس بار ملک کے تکثیری مزاج اور عوام کے بنیادی سوالوں پر الیکشن لڑے گی۔ لیکن وزیراعظم نے اپنے خاص انداز میں اپوزیشن کو نشانہ بناتے ہوئے ''نوراترے میں مٹن، مچھلی کھا کر ہندوؤں کو چڑھانے'' کی بات کہہ کر فرقہ وارانہ منافرت کے سہارے ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنی چاہی۔ مگر مغربی بنگال میں مٹن، مچھلی، مغل کے بیان پر سخت ردعمل سامنے آیا۔ وہاں درگا پوجا میں مٹن مچھلی کو پرساد کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

الیکشن شروع ہوتے ہی بھگوا بریگیڈ کے لوگ نفرتی ایجنڈے پر کھل کر سامنے آ گئے۔ نریندر مودی نے راجستھان کے بانسواڑہ میں کہا کہ "کانگریس ماتا بہنوں کا منگل سوتر، سونا چھین کر گھس پیٹھیوں، زیادہ بچے پیدا کرنے والوں کو دے دے گی۔ جب ان کی سرکار تھی تو وزیراعظم من موہن سنگھ نے کہا تھا کہ ملک کے وسائل پر پہلا حق مسلمانوں کا ہے۔ بھائیوں اور بہنوں، یہ اربن نکسل کی سوچ ہے۔ میری ماتاؤں بہنوں آپ کا منگل سوتر بھی نہیں بچے گا۔ وہ چھین کر مسلمانوں کو دے دیں گے''۔ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ دو دن بعد پھر انہوں نے ٹونک شہر میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے کانگریس کی آڑ میں یہی باتیں دوہراتے ہوئے مسلمانوں کو نشانہ بنایا اور ان کے ریزرویشن کے حوالے سے صریح جھوٹ بولا۔ امت شاہ نے بھی مسلمانوں کے ریزرویشن کو ختم کرنے کا گمراہ کن بیان دیا۔ انہوں نے کہا کہ مذہب کی بنیاد پر دیا جانے والا ریزرویشن ختم کیا جائے گا۔ حالانکہ ریزرویشن مذہب کے بجائے پسماندگی کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ آندھرا پردیش میں بی جے پی ٹی ڈی پی نے اپنے مشترکہ انتخابی منشور میں مسلمانوں کو ریزرویشن دینے کا وعدہ کیا ہے۔

لو جہاد، لینڈ جہاد، حلال جہاد اور آبادی جہاد کے بعد اب ووٹ جہاد پر بات کی جا رہی ہے۔ اس کے بہانے مسلمانوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ فرقہ وارانہ نفرت کے ایجنڈے پر پولس انتظامیہ کے ذریعہ عمل کرایا جا رہا ہے۔ پارلیمانی حلقہ سنبھل، رامپور اور دوسرے مقامات پر مسلم رائے دہندگان کو ووٹ دینے سے روکنا اس کا ثبوت ہے۔ حد تو تب ہو گئی جب مسلم ووٹروں نے ووٹ نہ ڈالنے دینے کی وجہ پوچھی تو پولس اہلکار نے ان کا ووٹر کارڈ پھاڑ دیا۔ مسلمانوں کی بڑھتی آبادی کا ڈر دکھا کر ہندوؤں کے ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جبکہ خود بی جے پی اسی بیس کی بات کرتی ہے یعنی اسی فیصد ہندو اور بیس فیصد میں باقی سب جس میں مسلمان 17 فی صد اتر پردیش اور ملک میں 14.2 فیصد ہیں۔ ملک کا صدر جمہوریہ، نائب صدر جمہوریہ، وزیراعظم، سپریم کورٹ کا چیف جسٹس، وزیر داخلہ، وزیر دفاع، الیکشن کمشنر، تمام ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام صوبوں کے وزیراعلیٰ، حکومت کے تمام پاورفل سکریٹری اور میڈیا کے ذمہ دار سب ہندو ہیں۔ اس کے باوجود ہندو خطرے میں ہیں۔ انہیں مسلمانوں کا خوف دکھایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے ایک دن مسلمان ہندو آبادی کے برابر ہو جائیں گے۔ اس لئے ہندوؤں کو زیادہ بچے پیدا کرنے چاہئے۔

مسلمانوں پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ ان کی ملک کی معیشت کو پروان چڑھانے میں کوئی حصہ داری نہیں ہے۔ وہ ان پڑھ جاہل، پنچر لگانے، رکشہ چلانے والے یا مزدور ہیں۔ وہ صرف ملک کے وسائل کا استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ ملک کی معیشت میں مسلمانوں کی حصہ داری 25 فیصد سے زیادہ ہے۔ غیر ملکی کرنسی جو ڈالر، ریال، درہم میں انڈیا آ رہی ہے اس میں 87 بلین ڈالر صرف خلیجی ممالک سے آ رہے ہیں۔ یہاں نوے لاکھ انڈین میں 95 فیصد مسلمان ہیں۔ پوری دنیا سے این آر آئی اپنے ملک جو رقم بھیجتے ہیں اس میں 65 فیصد حصہ خلیج کا ہے۔ اس میں 27 فیصد صرف یونائیٹڈ عرب امارات کا ہے۔ بھارت میں 60 فیصد کچا تیل مسلم ممالک سے آتا ہے۔ ہمارا ملک 72.9 بلین ڈالر کا یو اے ای سے کاروبار کرتا ہے۔ اس کے باوجود سیاسی جماعتیں مسلمانوں کو پنچنگ بیگ کی طرح استعمال کرتی ہیں۔ یوگی ادتیہ ناتھ نے اپنی فرقہ وارانہ ذہنیت کا ثبوت دیتے ہوئے مسلمانوں کو نشانہ بنایا۔ انہوں نے کہا کہ اگر کانگریس کی حکومت آ جائے گی تو گائے کاٹنے کی چھوٹ مل جائے گی۔ جبکہ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ کانگریس نے ہی قانون بنا کر گائے کو ذبح کرنے پر پابندی عائد کی تھی۔ البتہ یوگی سے یہ ضرور معلوم کرنا چاہئے کہ بی جے پی کے دور حکومت میں بیف کا ایکسپورٹ کیوں بڑھ گیا؟ اور ایکسپورٹرز ہندو کیوں ہیں؟ فرقہ وارانہ نفرتی بیان بازی کا معاملہ صرف مودی تک محدود نہیں ہے بلکہ امت شاہ، گری راج سنگھ، انوراگ ٹھاکر، جے سوریہ، ساکشی مہاراج وغیرہ ان سے دو قدم آگے ہیں۔ امت شاہ نے ایک میٹنگ میں کہا کہ اگر کانگریس آ گئی تو شرعیہ قانون لاگو کرے گی۔ انوراگ ٹھاکر نے دہلی الیکشن کے وقت نعرہ لگایا تھا دیش کے غداروں کو گولی مارو۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو۔

> "مسلمانوں پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ ان کی ملک کی معیشت کو پروان چڑھانے میں کوئی حصہ داری نہیں ہے۔ وہ ان پڑھ جاہل، پنچر لگانے، رکشہ چلانے والے یا مزدور ہیں۔ وہ صرف ملک کے وسائل کا استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ ملک کی معیشت میں مسلمانوں کی حصد داری 25 فیصد سے زیادہ ہے۔ غیر ملکی کرنسی جو ڈالر، ریال، درہم میں انڈیا آ رہی ہے اس میں 87 بلین ڈالر صرف خلیجی ممالک سے آ رہے ہیں۔ یہاں نوے لاکھ انڈین میں 95 فیصد مسلمان ہیں۔ پوری دنیا سے این آر آئی اپنے ملک جو رقم بھیجتے ہیں اس میں 65 فیصد حصہ خلیج کا ہے۔ اس میں 27 فیصد صرف یونائیٹڈ عرب امارات کا ہے۔ بھارت میں 60 فیصد کچا تیل مسلم ممالک سے آتا ہے۔ ہمارا ملک 72.9 بلین ڈالر کا یو اے ای سے کاروبار کرتا ہے۔ اس کے باوجود سیاسی جماعتیں مسلمانوں کو پنچنگ بیگ کی طرح استعمال کرتی ہیں"

جیسے جیسے الیکشن آگے بڑھ رہا ہے بڑی بے شرمی سے فرقہ وارانہ نفرت اور سماج کو تقسیم کرنے کے ایجنڈے پر عمل ہو رہا ہے۔ چند دن قبل ہی ایودھیا کے رام مندر میں پوجا کے بعد نریندر مودی نے کہا کہ اگر کانگریس آ گئی تو وہ رام مندر پر بابری کا تالا لگا دے گی۔ جس پارٹی نے تالا کھلوایا، پلیس آف ورشپ ایکٹ بنا کر اسے محفوظ کیا، پھر سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد کوئی کیسے تالا لگا سکتا ہے؟ نریندر مودی نے اڑیسہ کے کندھ مال پھر کانگریس کی آڑ میں مسلمانوں کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ کانگریس یہ بھول جائے کہ اسے سب مسلمانوں کا ووٹ ملے گا۔ ممبر پارلیمنٹ اسد الدین اویسی کا مودی کی تقریروں پر طنز حقیقت پسندانہ لگتا ہے۔ انہوں نے اپنے ایکس ہنڈل پر لکھا کہ سال 2002 سے آج تک مودی کی واحد گارنٹی مسلمانوں کو برا بھلا کہہ کر ووٹ حاصل کرنے کی رہی ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ فرقہ پرستوں کا خوف دکھا کر مسلمانوں سے اور مسلمانوں کا ڈر دکھا کر ہندوؤں سے سیاسی پارٹیاں ووٹ حاصل کرتی رہی ہیں۔ مسلمانوں نے آزادی کے بعد سے ہی اہل وطن پر بھروسہ کیا۔ انہوں نے کوئی سیاسی تنظیم یا گروپ نہیں بنایا۔ انہوں نے حکومتوں سے صحت، تعلیم، روزگار میں امتیاز نہ برتنے، ملک کی ترقی میں حصہ داری دینے، تحفظ فراہم کرنے اور مذہبی معاملوں میں مداخلت نہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ جس کا احترام کرنے کے بجائے سیاسی جماعتوں نے اپنے مفاد کے لئے ان کو استعمال کیا۔ آج بی جے پی ان کا خوف دکھا کر ووٹ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اور اپوزیشن کو بغیر شرط کے مسلمانوں کے ووٹوں کی درکار ہے۔

کیا پتے کی بات کہی جامعی اسرار نے ☆☆☆ ہم انہیں بھائی سمجھتے وہ چارہ ہمیں

THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI

◯ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیو آر کوڈ اسکین کر کے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کر دیں، رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

WEEK ENDING-20/05/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, *E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com*

نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421